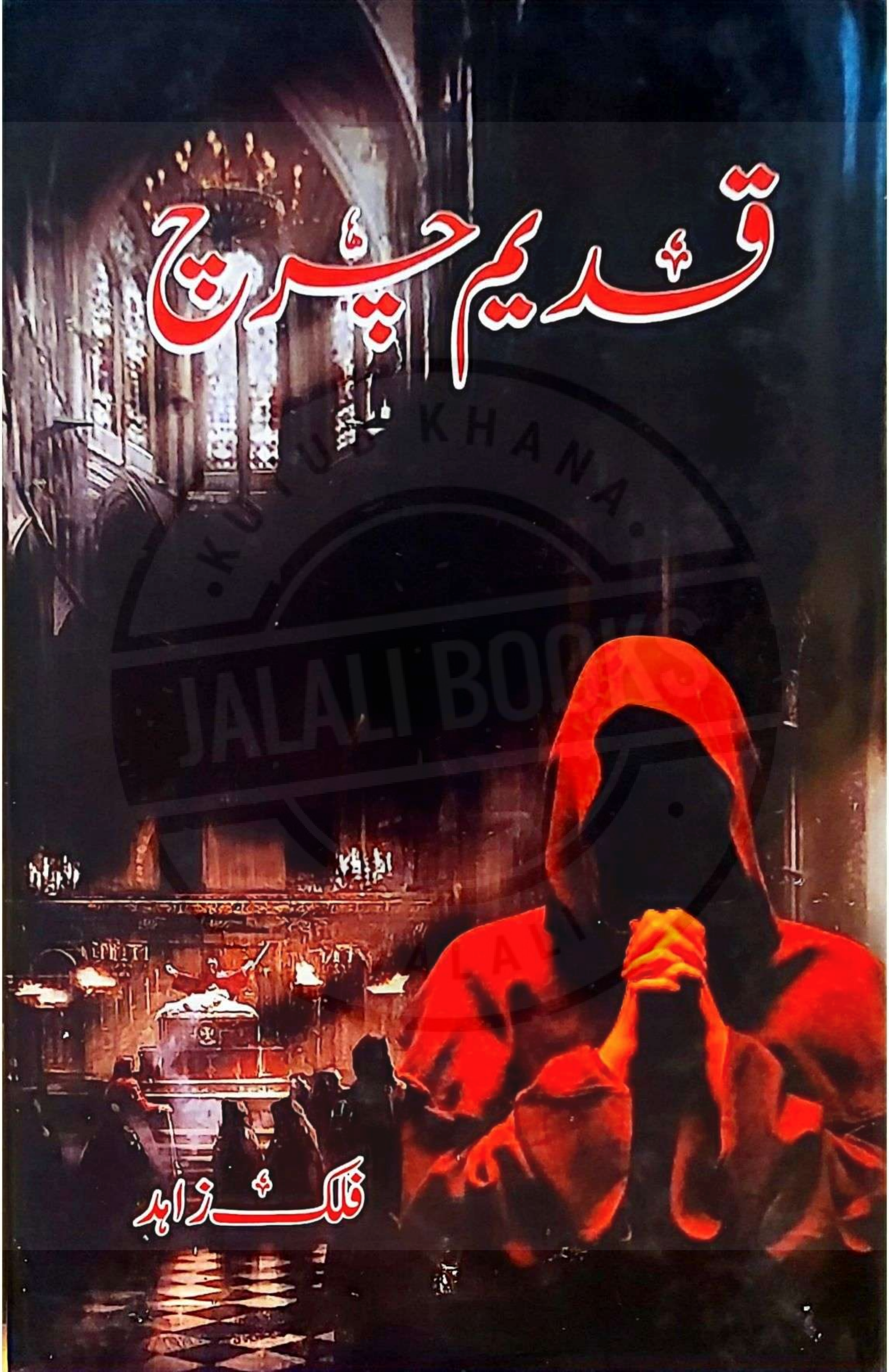

قدیم چرچ
فلک زاہد

قدیم چرچ

فلک زاہد

علی میاں پبلی کیشنز
۲۰۔عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 37247414

اے اللہ ہمارے علم میں اضافہ فرما آمین!

خوبصورت اور معیاری کتابیں......

نام کتاب	- قدیم چرچ	اشاعت	- جولائی 2020ء		
مصنفہ	- فلک زاہد	مطبع	- علی میاں پبلیکیشنز، لاہور		
ناشر	- عبدالغفار	قیمت	- 400 روپے		

اس ناول کے کردار و واقعات فرضی ہیں۔ یہ کہانی مصنفہ کی سوچ ہے۔
کسی کے ساتھ مطابقت یا کسی کی دل آزاری مقصد نہیں۔

ملنے کے پتے

خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور
دعا پبلشرز الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
رشید نیوز ایجنسی فریئر مارکیٹ، فریئر روڈ۔ کراچی
ویلکم بک پورٹ مین اردو بازار، کراچی
فرید پبلشرز مین اردو بازار، کراچی

اشرف بک ایجنسی اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
سعید بک بنک جناح سپر مارکیٹ، اسلام آباد
مختار برادرز امین پور بازار، فیصل آباد
کلاسک بکس اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان
علی بک سٹال نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال، لاہور

انتساب:

اپنے والدین کے نام!

جن کی محبت میری زندگی کا کل سرمایہ ہے۔

جن کی حوصلہ افزائی اندھیروں میں روشنی کی کرن اور

جن کے وجود سے میری پوری کائنات آباد ہے۔

مافوق الفطرت مظاہر پر کہانیوں کا تذکرہ فلک زاہد کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا۔ شروع شروع میں جب میرا فلک سے رابطہ ہوا تو میرے ذہن میں فلک کا تصور ایک عمر رسیدہ خاتون کا تھا، مگر کچھ عرصے بعد پتا چلا کہ فلک زاہد تو نوجوان اور کمسن مصنفہ ہیں۔ اس کم عمری میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اس ہنر سے نوازا ہے کہ کوئی بھی مافوق الفطرت مظاہر پر کہانیاں چھاپنے والا ڈائجسٹ ان کی تحریر کے بغیر مکمل نہیں ہے۔

فلک کی کہانیاں "ڈر ڈائجسٹ" اور دیگر ڈائجسٹوں میں ماہانہ بنیادوں پر چھپتی رہتی ہیں۔ فلک اس کم عمری میں کتابیں بھی لکھ چکی ہیں۔ ان کی دو خوفناک کہانیوں کی کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں اور انہیں قارئین کی طرف سے بہت پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ فلک زاہد کو ہارر کہانیوں کی ملکہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ ان کی کہانیوں میں تنوع پایا جاتا ہے، آپ کو ان کی کہانیوں میں ندرت خیال نظر آئے گا۔ منظر نگاری میں ملکہ ان کی تحریروں کی خاصیت ہے۔ مجھے بھی ڈر ڈائجسٹ میں کہانیاں بھیجنے پر فلک نے ہی مائل کیا۔ میں اپنی تحریروں میں مافوق الفطرت مظاہر پر کہانیوں میں تسلسل کا سہرا فلک کو دوں گی جنہوں نے بہت پُر زور طریقے سے نہ صرف مجھے سراہا بلکہ میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مجھے یہ سلسلہ جاری رکھنے کو کہا۔

فلک نہ صرف باقاعدگی سے مختلف ڈائجسٹوں میں لکھتی رہتی ہیں بلکہ ان کی یہ زبردست نئی کتاب "قدیم چرچ" ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کے لئے اپنے

تاثرات لکھنے کے لئے فلک نے مجھے چنا، یہ میری خوش نصیبی ہے۔

فلک کا یہ ناول جنات کے اوپر بنیاد کرتا ہے۔ جنات کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ یہ مخلوق آگ سے بنی ہوئی ہے۔ عام طور پر یہ انسانوں کو تنگ نہیں کرتے مگر بعض اوقات یہ کسی خاص وجہ سے کسی مخصوص شخصیت کو یا گھرانے کو اپنا نشانہ بناتے ہیں بعض اوقات اگر انسان ان کے مسکن کو رہائش گاہ بنا لے تب بھی یہ مخلوق اپنی ہرزہ سرائیوں پر آجاتی ہے۔ اس ناول میں فلک نے جنات کے کچھ ایسے حقائق سے پردہ اٹھا کر اسے کہانی کی شکل دی ہے جس کے بارے میں لوگ عام طور پر نہیں جانتے۔ فلک خیال کو ایسی طاقت اور جلا عطا کرتی ہیں کہ وہ حقیقت کا روپ بھر لیتا ہے۔ قاری تصورات میں وہ سب محسوس کر لیتا ہے جس میں وہ کبھی دیکھ نہیں پاتا۔ فلک کا کمال ہے کہ ان کی تحریر اس کے اپنے ماحول سے یکسر الگ ہے۔ ان کے کردار، ان کا انداز، اس کے اسرار تمام مغرب سے ہیں مگر رنگ اور اسلوب قطعی طور پر فلک کا اپنا ہے۔

مین فلک زاہد کو نئے ناول کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میری دعا ہے کہ فلک آسمانِ ادب پر اسی طرح جگمگاتی رہیں اور ہم ان کی کامیابیاں دیکھتے رہیں۔

دعا گو

مونا شہزاد

کیلگری، کینیڈا

''کہانیاں'' فلک زاہد نا صرف لکھتی ہیں بلکہ وجدان کہتا ہے کہ اُن پر اترتی بھی ہیں۔ کچھ کہانیوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ من بیتی کے ساتھ ساتھ جگ بیتے سانحات کو بھی لفظوں کے ہار میں پرونے کا ہنر جانتی ہیں۔

انسان کا کہانی کے ساتھ رشتہ اتنا ہی پرانا ہے کہ جتنا خود انسان کا وجود اس دھرتی پہ۔ ہر لمحہ ایک نئی کہانی کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ کہانی نہ ہو تو انسانی شعور کا بہاؤ منجمد ہونے لگے۔

مصنفہ اور کالم نگار فلک زاہد کا تعلق نئی نسل کے اُن لکھاریوں میں سے ہے جو بطور ہارر رائٹر ادبی مراکز میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں اُن کی دو تخلیقات ادبی حلقوں میں خاصی پزیرائی سمیٹ چکی ہیں۔

فلک زاہد کی کتاب ''پُراسرار کہانیاں'' ایک چونکا دینے والی اور نہایت پُراسرار، جذبات سے بھری کتاب ثابت ہوئی۔ کہانیوں میں فلک زاہد کا جو امیج اُبھر کر سامنے آتا ہے۔ وہ ایک متجسس ذہن کا عکس جو پرانی راہوں سے ہٹ کر ایک نئی راہ گزر تلاش کرتا ہے۔

گزرتے وقت کے ساتھ فلک زاہد کی تخلیقی صلاحیت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان کا ہر نیا کام گزرے سے نیا انوکھا اور چونکا دینے والا ہوتا ہے۔ وہ اپنے کرداروں، واقعات، خیالات، منظر نگاری سے قاری کو تحریر کے سحر میں ایسے جکڑ لیتی ہیں کہ پڑھنے والا ان میں کھو جاتا ہے۔

ان کی سب سے بڑی خوبی اردو ادب میں موجود روش سے ہٹ کر الگ راہ نکالنا ہے۔ ناول ''قدیم چرچ'' کہانی، پلاٹ اور کرداروں کے باہمی امتزاج سے قاری کے ذہن میں ایک مسحور کن پینٹنگ تخلیق کرتا ہے جو قارئین کو زنجیر کے طور ناول سے جوڑے رکھتا ہے۔

فلک زاہد کا یہ منفرد ناول قارئین کو اپنے سحر میں گرفتار رکھتے ہوئے اُن کی راتوں کی نیندیں ضرور اُڑا دے گا اور ساتھ ہی ساتھ پڑھنے والوں کو یہ منفرد ناول ایک نئی جہت سے متعارف کروائے گا۔

توقیر کھرل
سب ایڈیٹر مارگلہ نیوز

اردو ناول نگاری میں خالص ہارر لکھنا روزِ اول ہی سے مشکل کام رہا ہے۔اس کی بڑی اور بنیادی وجہ ہر لکھنے والے کا مغرب سے متاثر ہونا ہے۔فلک زاہد کی تحریر کی سب سے بڑی خوبی ان کا اپنا حقیقی رنگ ہے۔وہ اپنی تحریر میں مشرق و مغرب کے تمام رنگ یکجا بھی کرتی ہیں مگر کسی سے متاثر بھی نہیں ہوتیں۔

فلک زاہد اس سے پہلے دو کتابیں تحریر کر چکی ہیں۔ان کی ہر کہانی اپنے اندر ایک نیا جہاں سموئے ہوئے ہوتی ہے۔فلک زاہد ابھی بہت کم عمر مصنفہ ہے مگر ان کا ذہن بہت تخلیقی ہے۔ان کا قلم ان کی عمر سے بہت بلند ہے۔قاری ان کی بنائی ماورائی دنیا کا جب حصہ بنتا ہے تو وہ بس کھو سا جاتا ہے کہ اتنی کم عمر لکھاری اتنا پختہ بھی لکھ سکتی ہے۔وہ صرف قاری کے اعصاب ہی منجمد نہیں کرتی بلکہ اس کو زندگی کا سبق بھی پڑھا جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ فکشن میں حقیقت کے رنگ بکھیرنا بچوں کا کھیل نہیں مگر فلک کو پڑھ کر انسان سمجھ سکتا ہے کہ انسان کے پاس زرخیز ذہن ہو تو یہ بچوں کا کھیل ہو سکتا ہے۔ان کے دماغ میں ہمیشہ کچھ نیا پن موجود ہوتا ہے۔ہمیشہ وہ کچھ نیا لکھتی ہیں۔ہمیشہ کچھ نئے کردار ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔وہ کردار بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔فلک نے بچوں کے لیے بھی قلم اٹھایا۔اس کی دوسری کتاب بچوں کے لیے تھی۔کتاب کا نام ''بھوتوں کا تاج محل'' ہے۔جس کی خاص بات یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ ساتھ بڑے بھی اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ فلک کی تحریریں بتاتی ہیں کہ وہ ایک پختہ ذہن کی مالک ہیں۔ان کا قلم کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ان کی ساری تحریریں کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔وہ اپنی لکھی ہارر کہانیوں میں اس خوبصورتی سے منظر کشی اور پسِ منظر بیان کرتی ہیں کہ قاری ایک بار پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو خود کو کہانی کا حصہ سمجھ لیتا ہے اور کہانی کے اختتام تک کرداروں کے ساتھ عازمِ سفر رہتا ہے۔فلک زاہد کا شمار ڈر ڈائجسٹ کے سنئیر اور منجھے ہوئے لکھاریوں میں ہوتا ہے انہوں نے جب ''ڈر ڈائجسٹ'' کی دنیا میں قدم رکھا تو نو آموز ہونے کے باوجود اپنی معیاری تحاریر سے جلد ہی انہوں نے قارئین اور بڑے لکھاریوں کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔بہت سارے

لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے۔ اور ان کے نام پر ڈر ڈائجسٹ خریدنے لگے۔ کسی بھی کہانی کے ماتھے پر ان کا نام ہی کافی سمجھا جانے لگا۔

زیرِ نظر کتاب ''قدیم چرچ'' فلک زاہد کی تیسری شاہکار کتاب ہے جو ڈر ڈائجسٹ میں شائع ہو کر پہلے ہی مقبولیت کے گراف کو چھو چکی ہے اور یہی اس کی کامیابی ہے کہ اب یہ کہانی کتابی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ ہارر، سسپنس، تھرل سے مزین یہ کہانی ایک نوجوان لڑکے کی ہے جس کی زندگی اچانک ایک پُرخطر موڑ پر آ کھڑی ہوتی ہے۔ اس کی زندگی میں کچھ ایسے ناقابلِ یقین حالات پیدا ہو جاتے ہیں جو سمجھ سے باہر ہوتے ہیں۔ اس کہانی کا ہر کردار اپنے اندر ایک الگ انفرادیت لیے دکھائی دیتا ہے۔ چاہے وہ خوبصورت جن زادی ہو یا بہن بھائی کا پیار ہو۔ یہ بالکل الگ اور انوکھی کہانی ہے۔ ایسی کہانی اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھی۔ اس کہانی کے کچھ مناظر بہت بھرپور اور جاندار ہیں۔ بہن بھائی کے رشتے کے درمیان مثالی محبت دکھائی گئی ہے۔ ''قدیم چرچ'' کو پڑھتے وقت آپ سچ مچ میں خود کو کسی ویران اور سنسان چرچ میں محسوس کریں گے۔ فلک زاہد کے قلم کا یہ شاہکار مدتوں تک یاد رکھا جائے گا۔ اس کہانی کو لکھتے ہوئے فلک زاہد کی محنت صاف نظر آتی ہے کیونکہ لکھنے سے پہلے فلک زاہد نے اپنا مطالعہ بہت وسیع رکھا ہے۔ چنانچہ کہانی سے ہمیں بہت سے اسباق ملتے ہیں جن میں ہمت اتحاد اور حوصلہ نہایت خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ فلک زاہد نے اپنے ہم عصر لکھاریوں پر سبقت اپنی نمایاں کہانیوں کی وجہ سے لے لی ہے۔ ہمارا عہد جو کتاب سے دوری کا عہد کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ اگر اس عہد میں فلک جیسی نوجوان لکھاری محنت سے ادب تخلیق کر رہی ہیں تو امید رکھنی چاہیے کہ یہ عہد دوبارہ کتاب کا عہد ہی کہلائے گا۔ فلک جیسے لکھاریوں کی بدولت لوگ دوبارہ کتاب کی جانب ضرور لوٹ آئیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہارر ادب سے کنارہ کش نقاد اب ہارر ادب کا گہرائی میں جا کر مطالعہ کریں تاکہ اردو ادب میں یہ صنفِ ادب مزید پھلے پھولے۔

میں فلک زاہد کا مستقبل بہت روشن دیکھتا ہوں اللہ پاک ان کے قلم میں مزید روانی دے آمین۔

شاہد علی

ایڈیٹر: ڈر ڈائجسٹ کراچی

وہ ایک قدیم کیتھولک چرچ تھا۔ جو کھنڈرات کا روپ دھار چکا تھا۔ چرچ کی دیواریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں۔ جن کا پلستر جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ رنگ وروغن بھی اپنی اصلی شکل تبدیل کر چکا تھا۔ جس وجہ سے یہ خستہ حال چرچ بے حد پُراسرار اور وحشت زدہ لگ رہا تھا۔ یہ کھنڈر نما قدیم چرچ کافی وسیع رقبے تک پھیلا ہوا تھا۔ جا بجا مٹی کی موٹی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ فرش پر کہیں خزاں رسیدہ پتے بکھرے پڑے تھے تو کہیں گرد اَٹی پڑی تھی۔

چرچ کی حالت سے یوں لگتا تھا گویا یہاں سالہا سال سے کوئی نہیں آیا، ہر طرف غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔ تاہم چرچ پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ کسی زمانے میں یہ چرچ خوبصورتی کا عملی نمونہ رہا ہوگا۔ مگر اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یا پھر مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث اتنا وسیع وعریض خوبصورت چرچ کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا تھا۔ چرچ کی دیواروں پر لکڑی کے جالوں کی طرح دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ بل کھاتی سیڑھیاں بھی بے حد کمزور اور ٹوٹی پھوٹی تھیں ان سب کے باوجود چرچ کی عمارت اپنی جگہ نہایت مضبوطی اور شان وشوکت سے کھڑی تھی۔

ایسے میں ایک نوجوان ہر چیز سے بے نیاز ناک کی سیدھ میں تواتر سے چلا جا رہا تھا۔ وہ نوجوان سرخ رنگ کے گاؤن میں سر تا پیر ملبوس تھا۔ جس کا چھجا اس نے اپنے سر پر

کچھ اس انداز سے لے رکھا تھا کہ اس کا چہرہ دکھائی نہ پڑتا تھا۔ اس کا چہرہ نیچے کو جھکا ہوا اور رفتار دھیمی تھی۔ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ باندھے نہ جانے کب سے ٹرانس کی سی کیفیت میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے یوں چلتے چلتے آدھے سے زائد چرچ گھوم لیا تھا، نہ جانے اسے اس کھنڈر نما چرچ میں کس کی تلاش تھی۔ وہ یوں پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا گویا کسی بڑی آفت کا اندیشہ ہو۔ وہ بس چلتا رہا اور چرچ کے کونے، کونے میں جا کر ایک ایک چیز کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے یکسر عاری تھا۔ یونہی چلتے چلتے معاً وہ ایک بہت بڑے بھاری بھرکم دروازے کے سامنے آ کر رک گیا۔ اس نوجوان نے اپنی سبز آنکھیں اٹھا کر اوپر دروازے کو دیکھا اب کی بار اس کا چہرہ واضح تھا۔ بلا شبہ وہ ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ گوری رنگت پر سبز آنکھیں، تراشیدہ لب، ستواں ناک وہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔

دروازے پر عجیب وغریب قسم کی سمجھ میں نہ آنے والی مورتیاں آویزاں تھیں خوفناک شکلوں کی بے لباس جناتی مورتیاں جن کی پشت پر دو دو پَر بھی تھے۔ وہ نوجوان بڑی محویت سے ان مورتیوں کو دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً اس کی قوتِ سماعت سے سرگوشی کرتی ہوئی کوئی نسوانی آواز ٹکرائی۔ ''رابن میرے پاس آؤ۔''

گہری خاموشی کو روندتی وہ نسوانی آواز کہیں دور سے آ رہی تھی غالباً اس نوجوان کا نام رابن تھا۔ جسے پکارا جا رہا تھا مگر اس کا نام پکارے جانے پر بھی اس کے چہرے پر کوئی تاثر آیا نہ گیا اس کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔ اس نے ہلکا سا دروازہ اندر کو دھکیل دیا۔ بھاری بھرکم دروازے کے دونوں پٹ بھرپور آواز کے ساتھ اندر کو کھل گئے۔

رابن نے آہستگی سے قدم اندر رکھ دیئے اب اس کے سامنے چرچ کی طویل راہداری تھی جس کی دیواروں پر مشعلیں روشن تھیں اور ان کی وجہ سے پوری راہداری میں زرد سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ رابن نے وہیں کھڑے راہداری کے آخر تک نظریں جمائیں جس کے اختتام پر ایک اور بھاری بھرکم دروازہ تھا بالکل اسی طرح کا جس کو ابھی ابھی کھول

کر وہ یہاں تک آیا تھا۔ بھورے رنگ کے اس دروازے پر بھی عجیب وغریب مخلوقات کی ہولناک مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے وہ خوبصورت سرگوشی کرتی نسوانی آواز ایک بار پھر ابھری۔ ''رابن مجھے دو۔''

اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھتا رابن نیند سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ آنکھیں تھیں کہ حلقوں سے باہر آنے کو تھیں۔ سرتا پا وہ پسینے میں شرابور تھا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے گھڑی کی جانب دیکھا، ہمیشہ کی طرح دوپہر کے پورے تین بج رہے تھے۔ رابن کو اس حالت میں دیکھ کر قریب ہی بیٹھی اس کی بڑی بہن وینیسا فوراً سے پیشتر اس کی جانب لپکی اور اس کے پاس براجمان ہو کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور محبت سے اس سے بولی۔ ''کیا ہوا رابی کیا پھر وہی خواب دیکھ لیا۔''

رابن نے گہری، گہری سانسیں لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو وینیسا جلدی سے اٹھی اور پاس پڑی میز سے پانی کا گلاس بھر کر رابن کو تھمایا جسے غٹاغٹ رابن اپنے حلق سے نیچے اتار گیا۔

''فکر مت کرو بھائی میں ہوں ناں آپ کے ساتھ...... خود کو سنبھالو۔'' وینیسا نے رابن کو پُرسکون کرتے ہوئے کہا۔

''وینیسا! یہ خواب میں تیسری بار دیکھ رہا ہوں اور جب بھی یہ خواب نظر آتا ہے تو ہمیشہ پورے تین بج رہے ہوتے ہیں بے شک رات کے ہوں یا دوپہر کے، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔'' رابن نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

وینیسا نے رابن کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور محبت سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔ ''خوابوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی بے شک ایک خواب کا بار بار نظر آنا کسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتا ہے مگر آپ کو ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں، میں ہوں ناں آپ کے ساتھ، میں ضرور ان خوابوں کا کوئی نہ کوئی حل نکال لوں گی۔'' وینیسا نے مضبوط لہجے میں کہا۔

رابن کی بے ترتیب سانسیں بحال ہو چکی تھیں وہ کافی حد تک پُرسکون ہو چکا تھا۔

''اس بار اس عورت نے آپ سے کیا کہا؟'' وینیسا نے رابن سے پوچھا تو اس نے اپنا سر وینیسا کی گود سے اٹھالیا اور وینیسا کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''بس وہی جو وہ ہمیشہ کہتی ہے۔ وہ ہمیشہ میرا نام پکارتی ہے اور مجھ سے صرف یہ دو لفظ کہتی ہے۔''رابن میرے پاس آؤ......رابن مجھے دو۔''

''اس سب سے اس کا کیا مطلب ہے؟'' رابن کے لہجے میں خوف تھا۔

وینیسا پُرسوچ لہجے میں گویا ہوئی۔''رابن میرے پاس آؤ کی تو سمجھ آتی ہے یقیناً وہ آپ کو اپنے پاس بلا رہی ہے لیکن رابن مجھے دو۔ اس سے کیا مراد ہے یہ واقعی سمجھ سے باہر ہے۔''

کچھ لمحے دونوں خاموش رہے۔ رابن چپ چاپ وینیسا کو دیکھتا رہا جب کہ وینیسا کسی گہری سوچ میں غرق رہی پھر کچھ سوچ کر بولی۔''آپ نے اس لڑکی کو دیکھا ہے کیا؟''

''نہیں ابھی تک نہیں۔ وہ اب تک مجھے بس آوازیں دیتی ہے اور میں اس کی آواز کے زیر اثر آگے بڑھتا ہی چلا جا رہا ہوں۔ نہ جانے اس کی آواز میں ایسا کیا ہے جو مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ وہ مجھے سرگوشی کے سے انداز میں پکارتی ہے اور میں اس کے پکارنے پر تیسرا دروازہ بھی کھول چکا ہوں اب میرے سامنے چوتھا دروازہ تھا۔ جسے میں ابھی کھولنے ہی والا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔'' رابن کے بتانے پر وینیسا کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ خوف نے اس کے دل میں بھی قبضہ جمالیا۔

وینیسا کو خوفزدہ دیکھ کر رابن فکر مندی سے بولا۔''کیا ہوا؟''

''آپ کو کیسے پتہ کہ ہر دفعہ آپ ایک الگ دروازہ کھولتے ہیں میرا مطلب ہے کہ شاید آپ کو ایک ہی خواب تیسری مرتبہ آیا ہے۔'' وینیسا نے حیرت وخوف سے کہا۔

''نہیں...... میں نے مسلسل تیسری بار خود کو اس قدیم کھنڈر نما چرچ میں سرخ گاؤن

میں ضرور دیکھا ہے مگر ہر مرتبہ ایک نیا دروازہ کھولنے پر مجھے ایک نئی جگہ نظر آتی ہے جس کا مطلب ہے کہ مجھے ایک خواب بار بار نہیں نظر آ رہا۔ کیونکہ پہلی دفعہ دروازہ کھولنے پر ایک ہال نما کمرہ تھا۔ دوسری مرتبہ بھی کچھ ایسا ہی تھا مگر اب میرے سامنے راہداری تھی اور وہاں پر چوتھا دروازہ موجود تھا۔'' رابن نے اس بار تفصیل سے وینیسا کو بتایا جو اس سے پہلے کبھی نہیں بتایا تھا۔ اور جسے سن کر وینیسا سکتے میں آ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں لہرانے لگی تھیں۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر رابن نے ایک بار پھر پوچھا۔

''کیا ہوا؟'' لیکن وینیسا نے تو جیسے سنا ہی نہیں وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی رابن نے ایک بار پھر اسے پکارا تو وینیسا کو جیسے جھٹکا سا لگا اور وہ ہوش وحواس کی دنیا میں واپس آ گئی۔

''ہاں!'' وینیسا نہ سمجھنے والے انداز میں بولی۔

''کیا ہوا؟'' رابن نے وینیسا کو دیکھتے ہوئے اپنی بات کو دہرایا۔

اسی لمحے آنسو کے دو موٹے قطرے وینیسا کی آنکھ سے نکل کر اس کے رخسار پر پھسل گئے۔ جنہیں دیکھ کر رابن اپنا خوف بھول کر اپنی بہن کے لئے فکرمند ہو گیا۔

''کیا ہوا تم کیوں رو رہی ہو؟'' رابن نے وینیسا کے آنسو اپنی انگلی سے صاف کیے۔

''رابن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔'' وینیسا بھرائی ہوئی آواز میں بولی اور اگلے ہی لمحے آنسوؤں کا سیلاب اس کی آنکھوں سے اُمڈ آیا۔ کچھ لمحے پہلے اپنے بھائی کو تسلیاں دیتی ہوئی وینیسا اب خود بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔ اپنی پیاری بہن کو یوں روتا دیکھ کر رابن کا دل سینہ پھاڑ کر باہر آنے کو بے چین ہو گیا۔ اس نے بے اختیار وینیسا کو اپنی بانہوں میں لے لیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بہن کیوں رو رہی تھی۔ وہ اس سے بہت پیار کرتی تھی جس وجہ سے اس کا ڈر اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔ وہ اپنے بھائی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ اس کے لئے رو رہی تھی۔ اس کا ڈر جو وہ سہہ رہا تھا، اسے محسوس کر کے رو رہی تھی۔ رابن سب جانتا تھا اس لیے اسے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں

تھی۔ اس نے محبت سے وینیسا کے بالوں کو اس کے چہرے سے ہٹایا اور اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ صاف کرنے لگا۔

''آپ ہمت ہار جائیں گی تو مجھے کون سمجھائے گا۔ ابھی آپ مجھے تسلیاں دے رہی تھیں اور اب خود ہی رونے لگیں، آپ کیسے رو سکتی ہیں، آپ تو بہت بہادر ہیں۔'' رابن وینیسا کے آنسو صاف کرتا ہوا پیار سے کہہ رہا تھا۔

''رابی میری جان تم سمجھ نہیں رہے کہ میں کیوں رو رہی ہوں۔ تمہارا خواب، خواب نہیں حقیقت ہے اور اس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے۔'' وینیسا نے بھیگی پلکوں کے ساتھ کہا۔

''کیا مطلب؟'' رابن نہ سمجھنے والے انداز میں بولا۔

''مطلب یہ ہے کہ تمہارا کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ تم ہر روز ایک خواب نہیں دیکھتے بلکہ تمہارا خواب وہیں سے شروع ہوتا ہے جہاں پہلا ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی تمہارا خواب بڑھتا ہی جا رہا ہے اور ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ یہ سچ ہے کہ کوئی عورت واقعی تمہیں پکار رہی ہے جبھی تو تم لگاتار تیسرا دروازہ کھول چکے ہو اب تمہارے آگے چوتھا دروازہ ہے۔ نہ جانے اور کتنے دروازے کھولنے پڑیں اور ان تمام دروازوں کو کھولنے کے بعد وہ تمہیں دکھائی دے گی، نہ جانے وہ تم سے کیا چاہتی ہے۔'' وینیسا اتنا کہہ کر دوبارہ رونے لگی جبکہ رابن کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ وینیسا کی بات میں وزن تھا اس سے پہلے رابن نے اس پر غور نہیں کیا تھا۔

''لیکن تم بالکل بھی فکر مت کرو میں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گی۔ اس کے پیچھے کیا راز ہے میں ضرور پتا لگا کر رہوں گی۔'' وینیسا نے اپنے آنسو صاف کر کے مضبوط لہجے میں کہا۔

''پہلے ہمیں یہ پتا لگانا ہوگا کہ وہ قدیم چرچ ہے کہاں جسے آپ اپنے خواب میں دیکھتے ہیں۔'' وینیسا نے کہا تو رابن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے پوری تفصیل بتاؤ کہ اس بار کیا دیکھا تم نے خواب میں۔'' وینیسا نے کہا تو رابن حال ہی میں دیکھے گئے خواب کے متعلق اسے بتانے لگا کہ وہ ہمیشہ کی طرح سرخ گاؤن میں ملبوس پہلے اِدھر اُدھر چرچ میں آوارہ گردی کرتا ہے اور پھر آخر میں ایک دروازہ کھول دیتا ہے یوں آج وہ تیسرا دروازہ کھول چکا ہے۔

رابن کہہ کر چپ ہوا تو وینیسا غور کرنے والے انداز میں سر کو ہاں میں ہلکی ہلکی جنبش دینے لگی۔

''کیا وہ لڑکی کسی مصیبت میں ہے۔ کیا معلوم وہ اس ویران وسنسان چرچ میں کہیں قید ہو اور تم کو مدد کے لئے پکارتی ہو۔'' وینیسا نے کچھ سوچ کر خیال ظاہر کیا۔

''نہیں مجھے نہیں لگتا کہ وہ کسی مصیبت میں ہے۔'' رابی نے وینیسا کے خیال کی نفی کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ کوئی اور ہی چکر ہے۔'' رابن نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر کہنے لگا۔

''اس کی آواز درد میں ڈوبی یا پھر کسی تکلیف میں مبتلا نہیں لگتی۔ وہ سرگوشی کے سے انداز میں پکارتی ہے اور بس یہی کہتی ہے۔'' رابن میرے پاس آؤ، رابن مجھے دو۔''

اس سے پہلے کہ معاملہ مزید گھمبیر ہوتا جائے ہمیں اس خواب کی تعبیر معلوم کرنا ہوگی۔'' وینیسا نے زور دیتے ہوئے کہا۔

رابن نے جواب میں محض اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ کچن میں چلتے ہیں میں کھانا پکاتی ہوں تم کو بھوک لگی ہوگی۔'' وینیسا نے کہا تو رابن کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ ایک خوبصورت مسکراہٹ، کتنا خوبصورت لگ رہا تھا وہ اس وقت وینیسا نے بے ساختہ اس کی پیشانی چوم لی اور وہ دونوں کھانے کی غرض سے نیچے کچن میں چلے آئے۔

○......❖......○

اتوار کی سہ پہر تھی۔ رابن اور وینیسا کمرے میں بیٹھے پڑھائی کر رہے تھے جب ہی رابن کی پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی اور اس نے وہی خواب دیکھا جو وہ پہلے بھی دو بار دیکھ

چکا تھا۔ یہ خواب اسے وقفے وقفے سے نظر آتا تھا۔ ویران وسنسان چرچ جس میں وہ سرخ گاؤن زیب تن کیے چلتا ہے اور پھر اچانک اسے کسی لڑکی کی سرگوشی سنائی دیتی ہے جو اسے اپنے پاس بلا رہی ہوتی ہے اور وہ اس کے بلانے پر دروازے کھولتا چلا جا رہا ہے۔ نہ جانے اسے اور کتنے دروازے کھولنے پڑیں، نہ جانے وہ کس دروازے کے پیچھے ہو؟ وہ اسے کیوں پکارتی ہے؟

کیا راز ہے اس کے پیچھے؟

رابن اور وینیسا فی الحال کچھ نہیں جانتے تھے۔ وینیسا بائیس سالہ خوبرو دوشیزہ تھی۔ بھورے بال اور سرمئی آنکھوں والی خوبصورت دوشیزہ جس کی ہر مرد خواہش کرتا ہے مگر وہ ان چکروں میں پڑنے والی لڑکی نہیں تھی۔ وہ سنجیدہ مزاج کی مالک تھی جو اپنے چھوٹے بھائی سے بے انتہا پیار کرتی تھی۔ اس کی ذراسی تکلیف پر اس کا دل دھڑکنا بھول جاتا تھا۔ جبکہ رابن بھی وینیسا سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ وہ اُنیس سال کا ہینڈسم نوجوان تھا۔ اس کے براؤن بال اور سبز آنکھیں ہر عورت کے دل پر قیامت گزار دیتی تھیں۔ مگر اس کے پاس ان فضولیات کے لئے فرصت ہی نہیں تھی۔ اس کے لئے اس کی بہن وینیسا ہی سب کچھ تھی جو اس کا بہت خیال رکھتی تھی۔ دونوں کا پیار قابلِ دید تھا ایسے بہن بھائی بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ وینیسا دس سال کی معصوم بچی تھی اور رابن سات سال کا ناسمجھ بچہ تھا۔ جب ان کے باپ نے ان کی ماں کو محض شک کی بنا پر طلاق دے دی تھی۔ رابن اور وینیسا کی ماں ایک شریف عورت تھی لہٰذا طلاق کی صورت میں اس نے خودکشی کو گلے سے لگا لیا صرف اپنی بے گناہی کا ثبوت دینے کے لئے۔

مگر وینیسا اور رابن کا باپ مسٹر ویٹو اس قدر سخت دل واقع ہوا تھا کہ اپنی بیوی کی خودکشی پر بھی اس کا دل نرم نہ پڑا۔

اتنی چھوٹی سی عمر میں ماں باپ کے جھگڑے پھر طلاق اور بعد میں ماں کی خودکشی سے انہوں نے بہت دکھ اٹھایا اور ان باتوں کو اپنے ذہنوں میں منفی اثر لینے کی بجائے الٹا ہمیشہ

اچھا انسان بننے کی کوشش کی تاہم وہ اپنے باپ سے پھر کبھی محبت نہ کر سکے۔ ان کے دلوں میں اپنے باپ کے لئے صرف اور صرف نفرت تھی اور ایسا اس لیے بھی تھا کیونکہ ان کا باپ خود ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا۔ اس کا رویہ ان سے ہمیشہ سرد ہی رہا تھا۔ لہٰذا وہ چاہ کر بھی اس سے پیار نہ کر سکتے تھے۔

دونوں بہن بھائی نے بن ماں کے پرورش پائی تھی اور انہیں یقین تھا کہ ان کی ماں بے قصور تھی تاہم انہیں اپنی ماں سے بھی کوئی لگاؤ نہیں رہا تھا کیونکہ وہ دونوں بہت چھوٹے تھے جب ان کی ماں ان سے بچھڑ گئی اور اس بات کا ذمہ دار وہ اپنے باپ کو ہی ٹھہراتے تھے۔

بہر حال سچ بھی یہی تھا کہ ان کا باپ ان کی ماں کا مجرم تھا۔ وینیسا پڑھائی کے ساتھ ساتھ ایک مقامی اسٹور پر ملازمت کرتی تھی جس سے وہ اپنی اور رابن کے کالج کی فیس بھرتی تھی۔

مسٹر ویٹو عیاش قسم کا آدمی تھا جو اپنی کمائی کا بیشتر حصہ آوارہ عورتوں میں لٹاتا تھا اور ساری ساری رات گھر سے باہر دوستوں کی محفلوں میں شرابیں پیتے ہوئے گزارتا تھا۔ اس بات سے قطعی لاپروا کہ اس کی ان سب حرکتوں کا اس کے جوان بچوں پر کیا اثر پڑے گا۔

وینیسا اور رابن اپنے باپ سے لاتعلق ہی رہتے تھے وہ اس کے ساتھ ایک چھت تلے ضرور رہتے تھے مگر اجنبیوں کی طرح، انہوں نے کبھی یہ جاننے کی زحمت گوارہ نہیں کی تھی کہ ان کے باپ کے مشاغل کیا ہیں۔ وہ صرف دل لگا کر پڑھائی میں مصروف رہتے تھے تاکہ اپنے لئے الگ گھر لے سکیں کیونکہ اسٹور کی معمولی ملازمت پر وینیسا کی تنخواہ تھوڑی تھی جس سے چند ضروریات کے علاوہ کچھ پورا نہیں ہوتا تھا اور رابن ابھی چھوٹا تھا وینیسا نہیں چاہتی تھی کہ وہ کام کرے وہ بس اسے ہر وقت دل لگا کر پڑھنے کی تلقین کرتی رہتی تھی۔

ان تمام سخت حالات کی وجہ سے وہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کے ہو کر رہ گئے

تھے۔ان کا اس بھری دنیا میں ایک دوسرے کے سوا کوئی نہیں تھا۔ وہ ایک دوسرے کے بغیر رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ وینیسا رابن سے تین سال بڑی تھی اور اسی نے بچپن سے رابن کا خیال رکھا تھا۔ جس وجہ سے وینیسا رابن کے لئے ماں کا درجہ رکھتی تھی۔ دونوں نے اپنے ماں باپ کے تعلقات کو دیکھتے ہوئے ہمیشہ ایک ساتھ رہنے کی قسم کھائی تھی ان کا لوگوں پر سے اعتبار اٹھ گیا تھا۔ وہ شادی پر یقین نہیں رکھتے تھے صرف ایک دوسرے کا بھروسہ کرتے تھے۔ لہٰذا دونوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دونوں کبھی شادی نہیں کریں گے۔ مرتے دم تک ساتھ رہیں گے۔ اور دونوں ایک دوسرے سے کیا ہوا وعدہ بخوبی نبھا رہے تھے۔

ورنہ ایک ایسی عمر جہاں ہر لڑکا لڑکی کے اندر محبت کے جذبات ابھرتے ہیں، اس عمر میں ہوتے ہوئے بھی وہ دونوں پیار کرنے والے بہن بھائی ہر طرح کے جذبات سے بے نیاز صرف ایک رشتہ نبھا رہے تھے اور وہ خلوص سے بھرا پاکیزہ رشتہ بہن بھائی کا تھا۔ جو دنیا کے تمام رشتوں سے سب سے زیادہ خوبصورت رشتہ تھا۔ دونوں کی محبت قابلِ رشک تھی ان کے نزدیک حسن و عشق کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔ بقول ان کے اگر آپ میں پیار سچا ہو تو پھر محبت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

وینیسا نے کھانا تیار کر لیا تھا اور وہ دنوں ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

O......❖......O

شام کے کوئی سات بجے کے قریب گھر کی ڈور بیل بجی۔ وینیسا اور رابن اس وقت ٹی۔ وی پر کوئی پروگرام دیکھنے میں مصروف تھے۔ ڈور بیل کی آواز پر دونوں نے بے زاری سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ بیل بجانے والا کون ہو سکتا ہے۔ وینیسا اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ جبکہ رابن دوبارہ پروگرام دیکھنے لگا۔ وینیسا ہال میں آئی دروازہ کھولا مگر آنے والے کی صورت دیکھے بنا فوراً سے پہلے واپسی کے لئے پلٹ گئی۔ پچاس پچپن سال کا ادھیڑ عمر شخص پینٹ کوٹ میں ملبوس اندر داخل ہوا اور اندر قدم رکھتے ہی

اپنی بارعب آواز میں بولا۔ ''کھانا لگاؤ۔''

وینیسا پیچھے پلٹے بغیر کچن میں چلی گئی اور اپنے باپ کے لئے کھانا تیار کرنے لگی۔ نہ مسٹر ویٹو نے زحمت کی اپنے بیٹے کو ایک نظر دیکھنے کی نہ ہی رابن نے کمرے سے باہر آنا پسند کیا۔ وہ سیدھا فریش ہونے باتھ روم میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد منہ ہاتھ دھو کر وہ ڈائننگ ٹیبل پر پہنچے تو وینیسا پہلے ہی سے گرما گرم کھانا میز پر سجا چکی تھی۔

مسٹر ویٹو کرسی پر براجمان ہو کر کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد مسٹر ویٹو کھانے سے فارغ ہو گئے اور وینیسا ان کے سامنے سے خالی برتن سمیٹنے لگی۔ دونوں کی آنکھوں میں کوئی اپنائیت نہیں تھی دونوں ہی ایک دوسرے سے انجان بنے ہوئے تھے۔ مسٹر ویٹو اخبار کی سرخیوں پر نظر دوڑانے لگے جبکہ وینیسا برتن سمیٹ کر کچن میں چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ لوٹی اور کچھ سوچ کر مسٹر ویٹو کے پاس آئی۔ وینیسا تقریباً پانچ منٹ وہاں کھڑی رہی مگر بولی کچھ نہیں شاید وہ بولنے کے لئے مناسب الفاظ تلاش کر رہی تھی۔ یا پھر جو وہ اپنے باپ سے کہنا چاہتی تھی وہ کہہ نہیں پا رہی تھی۔

بہر حال وینیسا نے کسی طرح بولنے کے لئے لب کھولے اور اس بار بولنے کے لئے اسے الفاظ بھی مل گئے۔

''ڈیڈ!'' دل پر پتھر رکھ کر وینیسا نے یہ جملہ ادا کیا۔

سامنے بیٹھا شخص باپ کہلوانے کے قابل ہی نہ تھا۔ باپ کیا ہوتا ہے وہ شخص گویا جانتا ہی نہ تھا۔ یوں تو وہ اپنے دونوں بچوں کو بلاتا ہی نہ تھا مگر وہ بلا بھی لیتا تو اس کے لہجے میں ذلیل کرنے کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

''ہوں...... بولو......'' مسٹر ویٹو نے اخبار پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

اپنے باپ کی ایسی ہی عادتیں ان دونوں کو بری لگتی تھیں۔ نہ ہی وہ انہیں کوئی اہمیت دیتا نہ ہی وقت محبت تو دور کی بات تھی جب بھی دیتا تھا جھاڑ ہی دیتا۔

''مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔'' وینیسا نے وہیں کھڑے ہوئے کہا۔

''ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔'' مسٹر ویٹو نے بدستور اخبار پڑھتے ہوئے کہا۔

وینیسا کچھ لمحے تو اپنے باپ کو قہر برساتی نظروں سے گھورتی رہی پھر خود ہی گویا خود پر قابو پا کر بولی۔ ''رابن کو پچھلے کچھ ہفتوں سے وقفے وقفے سے ایک ہی خواب مسلسل نظر آ رہا ہے وہ بھی ایک وقت پر وہ خواب ختم ہونے کی بجائے آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔'' وینیسا نے کہہ کر توقف کیا اور اپنے باپ کو جواب طلب نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ مسٹر ویٹو نے کسی بھی ردِعمل کا اظہار نہیں کیا وہ ہنوز اخبار پڑھتے رہے اپنے باپ کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وینیسا نے سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا۔

''خواب میں رابن خود کو ایک قدیم چرچ میں اِدھر اُدھر گھومتا پاتا ہے پھر اچانک اسے ایک عورت کی آواز سنائی دیتی ہے جو اس کا نام لے کر اسے کہتی ہے رابن میرے پاس آؤ...... رابن مجھے دو۔ رابن اس کے بلانے پر اس کی آواز کی سمت چلا جا رہا ہے آج اسے یہ خواب تیسری بار نظر آیا ہے اور رابن اس کے بلانے پر چرچ کا تیسرا دروازہ کھول چکا ہے اور اب اس کے سامنے چوتھا دروازہ ہے۔'' وینیسا اتنا کہہ کر چپ ہو گئی اور مسٹر ویٹو کو ایک بار پھر جواب طلب نگاہوں سے گھورنے لگی۔

اس بار بھی مسٹر ویٹو پر کچھ اثر ہوتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بدستور اخبار پڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اب کی بار وینیسا کو شک ہونے لگا کہ اس کا باپ اس کی بات سن بھی رہا ہے یا نہیں۔ اسے یہ دیکھ کر شدید غصہ آنے لگا مگر وہ ضبط کرتے ہوئے دوبارہ بولنے لگی۔

''ڈیڈ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے نہ جانے اس خواب کی تعبیر کیا ہو؟ وہ عورت کس قدیم چرچ سے رابی کو آوازیں دے رہی ہے اور کیوں؟ وہ قید ہے یا پھر کوئی اور وجہ ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔''

وینیسا کے لہجے میں فکر اور پریشانی اُمڈ آئی۔ مگر مسٹر ویٹو تو گویا پتھر کی مورت بنے بیٹھے تھے۔ جب کوئی دو تین منٹ وینیسا دوبارہ نہ بولی تو مسٹر ویٹو نے اخبار ایک طرف

رکھا اور نہایت سرد لہجے میں گویا ہوئے۔ ''یہی کہنا تھا تم نے......؟ خوامخواہ میں تم نے اپنا وقت بھی برباد کر دیا ور میرا بھی۔'' مسٹر ویٹو کے ایسا کہنے پر وینیسا نے حیرانگی سے نظریں اٹھا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی غصے کی آمیزش تھی۔

''مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم اس طرح کی فضولیات پر یقین رکھتی ہو۔ یہ محض خواب ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تم بڑی سمجھدار ہو تم رابن کو سمجھاؤ گی کہ یہ سب سچ نہیں ہوتا مگر تم بھی اس کی باتوں میں آ گئی۔ آج مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم دونوں کس قدر بے وقوف ہو۔'' مسٹر ویٹو نے آخری جملے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

وینیسا نہایت حیرت و پریشانی کے عالم میں مسٹر ویٹو کو دیکھ رہی تھی جو غصے سے کھول رہے تھے اگرچہ اسے اپنے باپ سے ایسی ہی امید تھی۔ مگر آج اسے صحیح معنوں میں اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کا باپ واقعی دل میں ان کے لئے کوئی محبت کوئی فکر نہیں رکھتا۔ اب تو اسے اس بات پر بھی شک گزرنے لگا تھا کہ آیا وہ ان کا باپ تھا بھی یا نہیں۔

''اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو جاؤ۔ اپنے کمرے میں۔'' مسٹر ویٹو دھاڑے۔

وینیسا کا بھی ضبط جواب دے گیا کب سے وہ تحمل سے بات کر رہی تھی اور وہ تھا کہ بے حس بنا کھڑا تھا، وہ ابھی غصے سے کچھ کہنے ہی والی تھی جب ہی اس کی نظر اپنے معصوم پیارے چھوٹے بھائی پر پڑ گئی جو کمرے کے دروازے پر کھڑا اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے چپ رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ شاید باپ کی اونچی آواز سن کر وہاں آ کھڑا ہوا تھا اور جانتا تھا کہ وینیسا غصے کی تیز تھی لہٰذا کہیں کچھ بول ہی نہ دے جس سے لڑائی مزید بڑھ جائے۔ سچ بھی یہی تھا کہ وینیسا چپ رہنے والی نہ تھی اگر رابن اشارتاً اسے اپنی قسم نہ دیتا۔

مجبوراً وینیسا کو چپ رہنا پڑا اور وہ پاؤں پٹختی ہوئی رابن کے پاس چلی آئی۔ دونوں اپنے کمرے میں آ گئے۔ انہیں کمرے تک مسٹر ویٹو کے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں جو

کہہ رہے تھے۔ ''نہ جانے کس پر چلے گئے ہیں، یہ دونوں میری اولاد ہو ہی نہیں سکتے، جیسی ماں ویسے بچے۔''

دونوں اپنے باپ کی باتوں کو یکسر نظرانداز کر کے بیڈ پر بیٹھ گئے۔ وینیسا غصے میں تپ رہی تھی۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھری ہوئی تھیں۔ رابن کچھ لمحے اپنی بہن کو خاموشی سے دیکھتا رہا پھر نرم لہجے میں بولا۔ ''کیا ضرورت تھی آپ کو اس شخص سے یہ بات کرنے کی؟''

رابن کے پیار سے پکارنے پر وینیسا کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اس نے رابن کو دیکھا جس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔ وینیسا کو بے اختیار اس پر پیار آ گیا۔

''میں بس چاہتی تھی کہ انہیں بھی اس بات کا علم ہو آخر کو وہ ہمارا باپ ہے۔'' وہ تلخی سے بولی۔

''آئندہ آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے ان سے کوئی بھی بات کرنے کی ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے لئے کافی ہیں۔ ہم مل کر کچھ نہ کچھ کر ہی لیں گے۔'' رابن نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

وینیسا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر کو ہاں میں ہلا دیا۔

''چلو چھوڑو ان سب باتوں کو۔ آؤ چل کر ٹی۔ وی دیکھتے ہیں۔ ہمارے پسندیدہ پروگرام کے نشر ہونے کا ٹائم ہو گیا ہے۔'' رابی نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وینیسا مسکرادی۔

O......❖......O

سرخ گاؤن کا چھجا اپنے سر پر جمائے وہ نوجوان قدیم چرچ کے چوتھے دروازے سے کافی فاصلے پر کھڑا تھا۔ اس نوجوان کی سبز آنکھیں اس دروازے پر ہی مرکوز تھیں۔ شاید وہ دروازے پر بنی عجیب وغریب قسم کی ہیبت ناک خوفناک مورتیاں دیکھنے میں محو تھا اس کا

چہرہ کسی بھی تاثر سے یکسر عاری تھا۔ اسی لمحے وہ خوبصورت نسوانی آواز سرگوشی کرتی ہوئی نوجوان کی سماعت سے ٹکرائی۔

''رابن میرے پاس آؤ۔''

رابن کے پورے وجود میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ وہ پُراسرار نسوانی آواز اس دروازے کے پیچھے سے آرہی تھی رابن اس کے پکارنے پر ٹرانس کی سی کیفیت میں آگے بڑھنے لگا۔

''رابن مجھے دو۔'' وہ سرگوشی کرتی نسوانی آواز ایک بار پھر ابھری۔

رابن اس کی آواز کے زیر اثر پیٹ پر ہاتھ باندھے اور سر کو جھکائے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے رابن دروازے کے عین سامنے ایستادہ تھا۔ اس نے سر اٹھا کر اپنے سامنے لکڑی کے بھاری بھرکم دروازے کو دیکھا جس پر خوفناک مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔

رابن کچھ لمحے غور سے ان مورتیوں کو دیکھتا رہا جو جناتی طرز و ساخت کی تھیں۔

معاً وہ سرگوشی کرتی نسوانی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ ''رابن میرے پاس آؤ۔'' آواز ٹھیک دروازے کے پیچھے سے آرہی تھی۔ رابن بغیر کسی حرکت کے وہیں ساکت کھڑا رہا۔ شاید وہ کوئی فیصلہ کر رہا تھا۔ اس دوران رابن دروازے کے پیچھے سے آتی نسوانی سانسوں کی آواز بخوبی سن سکتا تھا۔ جو گہری گہری سانسیں یوں لے رہی تھی گویا اسے کسی چیز کی شدت سے پیاس ہو۔

رابن کا چہرہ سپاٹ تھا اور دل دھک دھک کر رہا تھا مگر دماغ کوئی فیصلہ کرنے میں مصروف تھا۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھولے یا نہ کھولے۔ وہ ابھی اسی شش و پنج میں مبتلا تھا کہ وہ سرگوشی کرتی نسوانی آواز ایک بار پھر ابھری۔ ''رابن مجھے دو۔'' اتنا کہہ کر وہ نسوانی آواز گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

رابن بھی خوف اور پریشانی سے اپنی پشت پر دروازے سے لگا لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ لڑکی اس سے کیا چاہتی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کرتا

رابن نیند سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔سرتا پا وہ پسینے میں شرابور تھا۔رابن نے خوف سے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے گھڑی کی جانب دیکھا رات کے پورے تین بج رہے تھے اور پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔صرف چاند کی چھن چھن کرتی مدھم روشنی کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو رہی تھی۔رابن کو اکیلے کمرے سے خوف محسوس ہونے لگا وہ فوراً سے پیشتر بیڈ سے اٹھا اور بھاگتے ہوئے اپنے کمرے سے نکل کر وینیسا کے کمرے میں چلا گیا۔وینیسا کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا لہٰذا بغیر کسی رکاوٹ اور پریشانی کے رابی اندر چلا گیا اور بھاگ کر اس کے ساتھ اس کے بیڈ پر لیٹ کر اپنے اوپر لحاف اوڑھ لیا۔وینیسا بدحواس ہو کر نیند سے جاگ اٹھی۔دیکھا تو رابی اس کے بستر پر موجود تھا وینیسا کی جان میں جان آئی ورنہ تو وہ بری طرح گھبرا گئی تھی کہ یہ اچانک سے یوں کون آگیا۔

رابن بیڈ پر سیدھا لیٹا وینیسا کو ہی دیکھ رہا تھا وہ بے حد ڈرا ہوا لگ رہا تھا۔رابن کو یوں بری طرح خوفزدہ دیکھ کر وینیسا کی نیند کہیں گم ہوگئی اور وہ رابن کے لئے پریشان ہو گئی۔

''کیا بات ہے میرے بچے کیا ہوا اتنا ڈرا ہوا اور گھبرایا ہوا کیوں ہے؟'' وینیسا رابن کا چہرہ پکڑ کر اس سے نہایت محبت اور فکر مندی سے مخاطب ہوئی۔

رابن نے اپنا خشک گلا تر کیا اور بہ مشکل بولا۔''نہیں کچھ بھی نہیں سسٹر وہ بس یونہی اکیلے کمرے میں سونے سے خوف آگیا نیند میں ڈر گیا میں۔'' رابن نے جھوٹ بولا۔وہ اس وقت وینیسا کو خواب کے متعلق بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وینیسا پہلے ہی اس کے لئے بہت پریشان ہے اگر اس نے اس وقت اسے خواب کے متعلق بتایا تو وہ ساری رات پریشانی سے سو نہ سکے گی۔وینیسا نے غور سے رابن کو دیکھا۔جس کے چہرے پر خوف منڈلا رہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے رابن محض کمرے میں اکیلا ہونے سے نہیں ڈرا کیونکہ اس سے پہلے وہ کبھی نہیں ڈرا تھا۔

''کیا سچ میں یہی بات ہے؟'' وینیسا نے ایک بار پھر پریشانی سے جاننا چاہا۔

رابن نے بہ مشکل اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ زندگی میں پہلی بار اپنی پیاری بہن سے جھوٹ بول رہا تھا۔ جس پر اسے ندامت بھی تھی اور اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ مگر وہ یہ سب صرف اسی لیے کر رہا تھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس وقت خوامخواہ پریشان ہو۔ لیکن پھر وینیسا بھی اس کی بڑی بہن تھی۔ اس نے اس کو اپنے بیٹے کی طرح پالا تھا وہ اس سے اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ رابن اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔ اس کی آنکھیں وہ تمام سچ بیان کر رہی تھیں جنہیں اس کی زبان کہنے سے انکاری تھی۔

رابن جھوٹ بولنے کا عادی نہ تھا اس نے یوں بھی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا اور اگر وہ جھوٹ بول رہا تھا تو اس کے پیچھے غالباً اچھی نیت تھی لہٰذا وینیسا نے اس کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے اس سے اس وقت کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ بہت ڈرا ہوا تھا، دل تھا کہ زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وینیسا جانتی تھی کہ وہ صبح تک ٹھیک ہو جائے گا اور خود ہی اسے سب کچھ بتا دے گا۔ یوں بھی اگر وہ اسے نہیں بتائے گا تو پھر کسے بتائے گا۔

''چلو کوئی بات نہیں اتنی سی بات ہے آجاؤ۔ آج رات میرے پاس ہی سو جاؤ۔'' وینیسا نے کہہ کر اچھی طرح رابن کو لحاف میں لپیٹ دیا اور خود بھی محبت سے رابن کے ساتھ سونے کے لئے لیٹ گئی۔ کچھ ہی لمحوں میں وینیسا نیند کی وادیوں میں اتر گئی مگر رابن کو دوبارہ نیند نہ آسکی اس کا دماغ مسلسل اسی خواب کے متعلق سوچے جا رہا تھا۔ ایک انجانا سا خوف اس کے رگ و پے میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔ وینیسا نے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ رابن کا خواب ایک نہیں تھا بلکہ جہاں سے سلسلہ ختم ہوتا تھا وہیں سے آگے شروع ہوتا تھا اور یہ بات آج آنے والے خواب نے ثابت کر دی تھی۔

رابن آگے بڑھتا بڑھتا بالآخر اس دروازے تک پہنچ ہی گیا تھا جس کے پیچھے وہ

پکارنے والی موجود تھی۔ دنیا کی نظروں میں تو رابن محض عام نیند سوتا تھا مگر اس نیند کے پیچھے چھپی تلخ حقیقت کو رابن اور وینیسا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ رابن نیند کی وادیوں میں گم ہونے کے بعد کہاں پہنچ جاتا ہے۔ لگاتار تین دروازے کھولنے کے بعد رابن کے سامنے اب چوتھا دروازہ تھا اور وہ جو کوئی بھی تھی غالباً اس کے پیچھے موجود تھی۔ اب آگے کیا ہوگا؟ وہ لڑکی کیا چاہتی ہے؟ کیسی ہوگی وہ لڑکی دیکھنے میں؟ یہ سب سوچ کر رابن جھرجھری لے کر رہ گیا۔

پچھلے تین خوابوں میں اس نے بلا جھجک دروازہ کھول دیا تھا اس بار وہ دروازہ کھولنے میں جھجک محسوس کر رہا تھا اور پھر اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ رابن ابھی بھی اس لڑکی کی گہری گہری سانسوں کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس کی پُراسرار سرگوشیاں اسے ابھی تک اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔ رابن کا خوف کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ ساری رات اسی خواب کے متعلق سوچتے ہوئے کب صبح کی ہلکی ہلکی سفیدی پھیل گئی رابن کو پتہ ہی نہ چلا۔ اس کی سوچوں کا تسلسل تب ٹوٹا جب دور سے آتی ہوئی اسے چرچ کی گھنٹیوں کی آواز سنائی دی۔

رابن نے چونک کر وال کلاک کی جانب دیکھا صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ رابن نے آہستگی سے وینیسا کا ہاتھ اپنے اوپر سے اٹھایا کہ مبادا اس کی نیند خراب نہ ہو جائے اور پھر بستر سے نکل کر کمرے سے باہر آ گیا۔ رابن اس وقت جتنا پریشان تھا اس کا بہترین حل خدا کے حضور تھا۔ وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ وہ کسی پُراسرار قسم کے چکروں میں پھنس گیا ہے اور ان خوابوں کا حل خدا کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔ رابن کے دل میں نئی امنگ پیدا ہوئی۔ اس کا پورا وجود خوشی سے نہا گیا۔ وہ چرچ میں عبادت کرنے کی غرض سے واش روم فریش ہونے کے لئے چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی واپسی ہوئی تو وہ کچھ دیر پہلے والا رابن بالکل نہیں تھا وہ بالکل بدلا بدلا سا ایک نوجوان مرد معلوم ہو رہا تھا۔ جس کے چہرے پر زندگی کی رونق ایک نئے سرے سے دوڑ گئی تھی۔

رابن نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور اپنے گلے میں پہنے صلیب کے لاکٹ کو چوم کر گھر سے باہر چرچ جانے والی سڑک پر چلنے لگا۔ تھوڑی سی مسافت کے بعد رابن بہت بڑے عالیشان چرچ کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں بائبل کے کلمات پڑھے اور سینے پر صلیب کا نشان بنا کر چرچ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ کافی بڑی تعداد میں لوگ عبادت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اتنے سارے لوگوں کو خدا کے نزدیک دیکھ کر رابن کو شرمندگی ہوئی کہ وہ کیوں خدا سے دور ہو گیا تھا۔ کیوں خدا کو بھول گیا تھا۔

مگر خدا اسے نہیں بھولا تھا۔ جبھی آج اسے اپنے حضور آنے کی توفیق دی تھی۔

رابن چرچ کے اندر داخل ہو کر سب سے آگے والی بینچ پر براجمان ہو گیا کچھ ہی دیر میں چرچ کی تمام نشستیں بھر گئیں اور سب لوگ فادر کے آنے پر با ادب کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں پرے شروع ہو گئی اور پرے کے اختتام پر فادر مذہب سے جڑی چند ضروری باتیں بتانے لگے۔ ان باتوں میں ساڑھے چھ بج گئے۔ پھر سب لوگ باری باری ادب سے چرچ سے باہر جانے لگے جن میں رابن بھی باہر آ گیا۔ وہ اب خود کو نہایت ہلکا پھلکا اور پُرسکون محسوس کر رہا تھا۔

O……❖……O

وینیسا کی آنکھ کھلی تو رابن بستر پر نہیں تھا۔ وینیسا انگڑائی لیتی ہوئی اٹھ بیٹھی اور آنکھیں ملتے ہوئے وال کلاک کی طرف دیکھا صبح کے سات بج رہے تھے۔ پیر کا دن تھا۔ وینیسا کمرے سے باہر گئی۔ سلیپنگ سوٹ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی اس کے لمبے بھورے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ جنہیں اس نے اوپر پونی کر کے باندھ دیا۔ وینیسا رابن کو ڈھونڈتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی مگر کمرہ پورا خالی تھا۔ رابن وہاں نہیں تھا۔ وینیسا حیران ہو گئی۔ اس نے گھر کے باقی کمرے چیک کیے مگر رابن وہاں بھی نہیں تھا۔ وینیسا پریشان ہو گئی۔

"صبح صبح رابن کہاں جا سکتا ہے۔" وینیسا فکرمندی سے بڑبڑائی۔ مجھے بتائے بغیر

کہاں چلا گیا۔ وینیسا فکر و پریشانی سے گھر کا کونا کونا دیکھ رہی تھی مگر رابن کہیں نہیں تھا۔

وینیسا کی فکر بجا تھی کیونکہ اس سے پہلے یوں کبھی بھی رابن وینیسا کو بغیر بتائے کہیں نہیں گیا تھا نہ ہی جاتا تھا۔ جدھر بھی جاتا وینیسا کو بتا کر جاتا۔ لہٰذا وینیسا کی پریشانی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ اس نے گھر کے تمام واش رومز بھی دیکھ ڈالے مگر رابن گھر میں ہوتا تو ملتا۔ اب ایک ہی کمرہ رہ گیا تھا دیکھنے والا اور وہ کمرہ مسٹر ویٹو کا تھا۔ جدھر رابن کے ہونے کی کوئی امید بھی نہیں تھی۔ مگر مرتی کیا نہ کرتی بھائی کی فکر میں وینیسا نے کمرے کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر مسٹر ویٹو کے کمرے میں نگاہ دوڑائی حسبِ توقع رابی موجود نہیں تھا، صرف مسٹر ویٹو تھے جو لمبی تان کر سو رہے تھے۔

وینیسا مایوسی سے واپس لوٹ آئی۔ فکر اور پریشانی کے عالم میں صوفے پر ڈھیر ہو گئی اس نے پورا گھر چھان مارا تھا مگر رابن کہیں نہیں تھا۔ اس کے دل میں عجیب طرح کے وسوسے سر اٹھا رہے تھے۔ پچھلے کچھ دنوں سے رابن پر جو آفت آ پڑی تھی اسے مدِنظر رکھتے ہوئے وینیسا کی فکر اور پریشانی دو چند تھی۔

وہ دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگ رہی تھی کہ اس کا بھائی جہاں بھی ہو خیر و عافیت سے ہو۔ اسی لمحے گھر کا دروازہ کھلا اور رابن اندر داخل ہوا۔ وینیسا نے بے اختیار سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اپنے سامنے اپنے پیارے بھائی کو سلامت پا کر اس کی ساری فکر اور پریشانی آنسوؤں کی صورت آنکھوں کے راستے بہنے لگی۔ وہ بے اختیار صوفے سے اٹھ کر رابن کی جانب لپکی اور اس کی بانہوں میں سما گئی۔

”کہاں چلے گئے تھے تم مجھے بتائے بغیر، تمہیں پتا ہے میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔“ وینیسا نے گلے لگتے ہوئے شکایتی لہجے میں کہا۔ رابن ہنسنے لگا۔ اس نے محبت سے وینیسا کو خود سے الگ کیا اور پیار سے اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔ وینیسا نے جواب غور سے اپنے پیارے بھائی کا چہرہ دیکھا تو وہ دیکھتی رہ گئی۔ گزشتہ رات جس چہرے پر خوف کے سوا کچھ نہیں تھا اس وقت اس چہرے پر زندہ دلی اور ایک نئی زندگی کے آثار نمایاں تھے......

''میری جان سے بھی پیاری بہن تمہیں چھوڑ کر میں بھلا کہاں جاؤں گا۔ میں کہیں نہیں گیا تھا۔ بس چرچ گیا تھا پرے کرنے، طبیعت کچھ بے چین سی تھی اب اچھا محسوس کر رہا ہوں۔'' رابن نے وینیسا کی گردن میں اپنی بانہیں حمائل کرتے ہوئے کہا۔

''سچی......کیا بات ہے۔'' وینیسا خوشی سے بولی۔

''ہاں اور دیکھو میں آپ کے لئے کچھ لایا ہوں۔'' رابن نے کہہ کر اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔

''کیا ہے دکھاؤ۔'' وینیسا پُرجوش ہوتے ہوئے بولی۔

رابن نے سلور کا ایک خوبصورت لاکٹ وینیسا کی ہتھیلی پر رکھا۔

''یہ لاکٹ کافی دنوں سے میں نے جس انکل کو بنانے کے لئے دیا ہوا تھا وہ بھی آج چرچ میں آئے ہوئے تھے۔ واپسی پر وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے تھے اسی لیے مجھے آنے میں دیر ہوگئی۔'' رابن کہہ رہا تھا اور وینیسا حیرانی سے لاکٹ کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

رابن نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

''یہ چھوٹا سا تحفہ ہے میری طرف سے آپ کے لئے آپ کو یہ احساس دلانے کے لئے کہ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ جتنا آپ میرا خیال کرتی ہیں مجھ سے پیار کرتی ہیں ان سب کے بدلے یہ کچھ بھی نہیں لیکن پھر بھی اپنے بھائی کا محبت سے دیا تحفہ قبول کرنا۔'' رابن نے کہا تو وینیسا کی آنکھوں میں ایک بار پھر خوشی کے آنسو اُمڈ آئے۔ وہ جانتی تھی کہ لاکٹ رابن نے اپنے ان پیسوں سے بنوایا ہے جو وہ رابن کو جیب خرچ کے طور پر دیتی تھی۔ اس نے خود پر خرچ کرنے کی بجائے اپنی بہن کے لئے انمول تحفہ بنوایا تھا اور اس کی اس بے لوث محبت کو لفظوں میں سمیٹنا ناممکن تھا۔

''اوہ، رابن'' وینیسا کی آواز اس کے گلے میں ہی پھنس کر رہ گئی۔

رابن نے وینیسا کے ہاتھ میں پڑے لاکٹ کو کھولا تو لاکٹ دو حصوں میں کھل گیا۔

ایک حصے میں رابن کی تصویر تھی اور دوسرے حصے میں وینیسا کی۔

''یہ لاکٹ خاص کر میں نے آپ کے لئے بنوایا تھا اور انکل سے کہا تھا کہ وہ ہم بہن بھائیوں کی تصویر اس میں لگا دیں۔ پہلے تو وہ بہت حیران ہوئے کہ میں کسی محبوبہ کی تصویر لگانے کی بجائے اپنی بہن کی تصویر لگوانے کے لیے کہہ رہا ہوں مگر جب میں نے مختصراً انہیں اپنے بارے میں بتایا تو وہ بھی تعریف کیے بنا نہ رہ سکے اور ہماری محبت کی خوب داد دی۔''

وینیسا محبت سے لاکٹ کو دیکھتے ہوئے رابن کی باتیں سن رہی تھی۔ اسے اس وقت اپنے بھائی کی معصوم محبت پر کس قدر پیار آ رہا تھا، وہ نہیں جانتا تھا۔

''اس طرح ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے آپ میرے ساتھ اور میں آپ کے ساتھ۔ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ جو کبھی دور ہو گئے تو یہ لاکٹ ہمیں ایک دوسرے کے قریب رکھے گا۔'' رابن نے دھیمے لہجے میں کہا تو وینیسا بے اختیار رابن کے گلے لگ کر رو پڑی۔ رابن محبت سے وینیسا کی کمر تھپتھپانے لگا۔ آنسوؤں کا سیلاب تھما تو وینیسا نے رابن سے الگ ہو کر وہ لاکٹ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اور پیار سے بولی۔

''چلو چل کر ناشتہ کرتے ہیں۔''

رابن نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور کچن میں چلا آیا جب کہ وینیسا منہ ہاتھ دھونے واش روم چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وینیسا نے اپنے اور رابن کے لئے ناشتہ تیار کیا اور وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگے۔ ناشتے کے دوران کچھ دیر تو خاموشی چھائی رہی پھر اس خاموشی کو رابن نے توڑا۔ ''سسٹر رات مجھے وہ خواب دوبارہ نظر آیا اور ایسا پہلی دفعہ ہوا کہ بغیر وقفے کے نظر آیا۔''

وینیسا چونک اٹھی اس نے حیرت سے رابن کو دیکھا۔

''کیا؟''

''جی...... آپ نے ٹھیک کہا تھا میرا تیسرا خواب جہاں ختم ہوا تھا وہیں سے آگے شروع ہوا تھا۔'' رابن نے آہستگی سے کہا تو وینیسا پر گویا بجلی گر پڑی۔

''کیا کہہ رہے ہو تم؟'' وینیسا کی حیرت دو چند تھی اور حواس تھے کہ معطل ہوئے جاتے تھے۔ اس کا اندازہ سچ ثابت ہوا تھا جس پر اس کی سٹی گم ہو گئی تھی۔ وینیسا نے ناشتہ چھوڑ دیا وہ بری طرح پریشان ہو چکی تھی۔

''مسٹر میں سب بتاتا ہوں پہلے پلیز آپ ناشتہ کر لیں۔'' رابن نے نرمی سے کہا۔

وینیسا کی بھوک تو ختم ہو چکی تھی لیکن رابن کے زور دینے پر اس نے بہ مشکل باقی ناشتہ زہر مار کیا تھوڑی دیر میں رابن بھی ناشتہ کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ پھر دونوں اطمینان سے ایک دوسرے کے برابر صوفے پر بیٹھ گئے۔ وینیسا نے بیٹھتے ہی کہا۔

''اب جلدی سے مجھے سارا خواب بتاؤ پلیز......'' اس نے پریشانی سے کہا۔ اس کی بے چینی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ جلد از جلد خواب کے بارے میں سننا چاہتی تھی۔

رابن نے گہری سانس لے کر کہنا شروع کیا۔ ''میرے سامنے چوتھا دروازہ تھا جس پر پچھلے دروازے ہی کی طرح خوفناک نقش و نگار کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ میں کچھ فاصلے پر کھڑا انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ معاً مجھے اس کی آواز سنائی دی۔ وہ سرگوشی کے سے انداز میں پکار رہی تھی۔

''رابن میرے پاس آؤ، رابن مجھے دو۔'' اس کا یہ کہنا تھا کہ میں اس کی آواز کے تعاقب میں چلنے لگا۔ اس کی آواز چوتھے دروازے کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ وہ یقیناً اس دروازے کے پیچھے ہی ہے۔'' رابن نے کہہ کر توقف کیا۔

جبکہ وینیسا تو گویا سانس لینا ہی بھول گئی۔ اس کی آنکھیں تھیں کہ حیرت و خوف سے پھیل گئیں اور الفاظ تھے کہ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ وہ حیرت و خوف کی مورت بنی بیٹھی تھی، رابن کیا کہہ رہا تھا۔ اسے جیسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا اس کی ہمت نہیں بندھ رہی تھی، کہ وہ رابن سے آگے پوچھے اسی خوف سے کہ نہ جانے رابن آگے کیا کہنے والا ہے۔

رابن نے سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا۔ ''وہ پکارنے کے بعد عجیب طرح سے گہری گہری

سانسیں لے رہی تھی۔ میں اس کی سانسوں کی آواز اب بھی محسوس کر سکتا ہوں۔'' رابن نے اتنا کہہ کر پھر توقف کیا۔

جبکہ وینیسا کا دل اب بری طرح دھڑ دھڑانے لگا تھا۔لمحہ بہ لمحہ ایک انجانا خوف اسے اپنی لپیٹ میں لے کر پریشان کیے جا رہا تھا کہ نہ جانے رابن آگے کیا کہے۔رابن کی نظروں کے سامنے وہ خواب کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔ وہ اس خواب میں کھوئے ہوئے دوبارہ دھیمی آواز میں کہنے لگا۔

''میں نے ابھی وہ دروازہ نہیں کھولا بس اس دروازے کے ساتھ پشت لگا کر خود بھی گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے اکیلے کمرے میں خوف آیا اس لیے بھاگا چلا آیا آپ کے پاس میں اس وقت آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے جھوٹ بولا اس کے لئے معاف کر دو سسٹر۔''

''رابن کہہ کر چپ ہوا تو ایک طویل خاموشی دونوں کے بیچ حائل ہوگئی۔
شاید دونوں اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے انداز میں کوئی حل سوچنے کی کوشش کر رہے تھے۔جب خاموشی طوالت اختیار کر گئی تو وینیسا نے اس خاموشی کو توڑا۔

''میں جانتی تھی کہ تم ضرور مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو مگر اس وقت تم سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس وقت تم بہت ڈرے ہوئے تھے۔ مجھے یقین تھا کہ تم خود مجھے سب بتاؤ گے۔ معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔تمہارے جھوٹ میں بھی نیک مقصد پوشیدہ تھا لہٰذا یہ جھوٹ نہیں۔'' وینیسا نے محبت سے رابن کے سر پر پیار دیتے ہوئے کہا۔
رابن غور کرنے والے انداز میں سر کو ہاں میں جنبش دینے لگا۔

''رابی کچھ سمجھ آیا اس کا تمہیں بلانے کا مقصد؟'' وینیسا نے دھیمے لہجے میں پوچھا تو رابن نے نفی میں سر کو ہلایا۔

''مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں سو رہا تھا تو مجھے پتا لگ رہا تھا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے جبھی میں دروازے کے ساتھ لگ کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا تھا۔ مگر اب مجھے کچھ

یاد نہیں۔'' رابن کہہ کر اپنے دماغ پر زور دینے لگا مگر بے سود اسے مقصد یاد نہ آیا۔

''ایسا پہلی بار ہوا ہے سسٹر کہ میں نے کوئی دروازہ نہیں کھولا ورنہ جب بھی خواب آیا میں نے سامنے آنے والا ہر دروازہ کھولا مگر اس دفعہ نہ جانے کیوں نہیں کھولا مجھے بالکل یاد نہیں۔ یقیناً اگلی دفعہ بھی یہ خواب مجھے ضرور دکھائی دے گا اور شاید میں دروازہ کھول دوں۔ تب کچھ پتا چل سکے کہ وہ کیا چاہتی ہے۔'' رابن نے کہہ کر وینیسا کو دیکھا جس کے ماتھے پر فکر کی شکنیں نمایاں تھیں۔

''معاملہ سنگین نوعیت اختیار کرتا جا رہا ہے مگر کوئی بات نہیں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہم پتہ لگا لیں گے کہ وہ تم سے کیا چاہتی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ خواب تمہیں دوبارہ نظر آئے ہمیں آج شام فادر سے ملنا چاہیے کیا معلوم وہ ہماری کوئی مدد یا رہنمائی کر سکیں۔'' وینیسا نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''سسٹر مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے میرا خواب ختم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ہمیں ہر حال میں ان خوابوں کو روکنا ہوگا خدانخواستہ کچھ غلط نہ ہو جائے۔'' رابن نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''نہ میرے بچے ایسے نہیں بولتے جب تک میں زندہ ہوں تجھے کچھ نہیں ہونے دوں گی۔ ہم آج ہی فادر سے ملاقات کرتے ہیں۔ ابھی کالج سے دیر ہو رہی ہے۔ آ کر اس سلسلے کے بارے میں کچھ کرتے ہیں۔'' وینیسا نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تو رابن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں کالج جانے کے لئے تیار ہونے لگے۔

O......❖......O

شام کو وہ دونوں فادر کے سامنے براجمان تھے پورا چرچ خالی تھا صرف وہ دونوں اور فادر چرچ میں موجود تھے۔ وینیسا نے ساری بات من وعن فادر کے گوش گزار دی کہ کس طرح سے رابن کو خواب آنے شروع ہوئے جو ختم ہونے کی بجائے بڑھتے ہی چلے گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پکارنے والی قریب آ چکی ہے۔ فادر نے نہایت صبر وتحمل سے وینیسا کی ساری بات سنی جب وہ تمام بات بتا کر خاموش ہوگئی تو لحظہ بھر کے لئے فادر گہری سوچ میں غرق ہو گئے ان کی پیشانی پر پریشانی کی سلوٹیں ابھر آئیں۔ وینیسا اور رابن دھڑکتے ہوئے دلوں کے ساتھ انہیں دیکھتے رہے پھر وہ گلا کھنکار کر گویا ہوئے۔

''عجیب مسئلہ ہے پہلی دفعہ سن رہا ہوں ایسا میں...... پکارنے والی نے اب تک یہ واضح نہیں کیا کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ بہر حال میں تم لوگوں کی اس مسئلے پر صرف اس قدر راہنمائی کر سکتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر ایک ایسی لڑکی کو جانتا ہوں جو روحانی علاج کرتی ہے۔ شاید وہ اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکے۔ یہ رہا اس کا نمبر فادر نے ایک کاغذ پر اس کا نمبر لکھ کر وینیسا کو دیتے ہوئے کہا۔ وینیسا نے وہ پرچی فادر کے ہاتھ سے لے لی۔

''گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے مجھے امید ہے وہ تم لوگوں کا مسئلہ حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی کیونکہ وہ ایسے ہی پریشان حال لوگوں کا علاج کرتی ہے جن کا علاج

کوئی ڈاکٹر کوئی سائنس نہیں کرتی۔ لہٰذا مجھے پورا یقین ہے تم بھی جلد ان خوابوں سے پیچھا چھڑالو گے۔ وہ خداداد صلاحیتوں کی مالک ہے۔ بہت سے لوگ اس کے علاج سے صحت یاب ہوئے ہیں۔'' فادر نے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ دونوں آہستہ آہستہ سر کو ہاں میں جنبش دے رہے تھے۔

''اب بے فکر ہو کر گھر جاؤ میرے بچو، گاڈ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور ہاں باقاعدگی سے چرچ آتے رہا کرو۔ برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جتنا خدا کے قریب رہو گے اتنا وہ تم سے دور بھاگیں گے۔'' فادر نے کہا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فادر کا شکریہ ادا کر کے چرچ سے باہر نکل آئے۔

O...... ❖ ......O

گھر پہنچنے پر وہ دونوں ایک دوسرے کے برابر بیٹھ گئے اور وینیسا اس پرچی کو دیکھنے لگی جو فادر نے انہیں دی تھی اور اس پرچی پر لڑکی کا نام ''جنیلا'' لکھا ہوا تھا۔ وینیسا نے اپنا موبائل اٹھایا اور اس لڑکی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ اگلے ہی لمحے وینیسا کال ملا چکی تھی اور موبائل کان سے لگا کر رابطہ ہونے کا انتظار کر رہی تھی بیل جاتی رہی مگر کسی نے فون نہ اٹھایا۔ وینیسا نے ایک دفعہ پھر ٹرائی کی اور اس بار چند ہی بیلوں پر فون اٹھا لیا گیا۔

''ہیلو......'' دوسری طرف سے نسوانی آواز ابھری۔

''ہائے میرا نام وینیسا ہے کیا آپ جنیلا بات کر رہی ہیں؟''

وینیسا بولی۔ رابن بھی وینیسا کے پاس ہی کان لگائے بیٹھا تھا۔

''جی میں جنیلا ہوں مگر سوری میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔'' جنیلا کی آواز آئی۔

''مجھے آپ کا نمبر فادر گریگوری نے دیا ہے۔ ایک مسئلہ درپیش ہے جس کے بارے میں آپ سے ڈسکس کرنا ہے۔'' وینیسا اصل مقصد پر آئی۔

''جی کہیں کیا مسئلہ ہے؟'' جنیلا نے کہا تو وینیسا نے مختصراً اسے رابن کے خوابوں کے بارے میں وہ تمام باتیں بتائیں جو اس نے فادر کو بتائی تھیں اور جنہیں سن کر ایک لمحے کو

دوسری طرف مکمل خاموشی چھا گئی کہ وینیسا کو ہیلو کہتے بنی۔

''ہیلو سن رہی ہیں آپ؟'' وینیسا نے تصدیق چاہی۔

''جی بالکل...... معاملہ کافی گھمبیر ہے اور کافی حد تک آگے جا چکا ہے جتنی جلدی ہو سکے ہمیں ان خوابوں کو روکنا ہوگا۔ میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی مگر یہ سچ ہے کہ آپ کے بھائی کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔''

جنیلا نے کہا تو ایک لمحے کے لئے وینیسا کو سانپ سونگھ گیا۔

اسے لگا گویا ساتوں آسمان اس پر ٹوٹ پڑے ہوں۔ جن خوابوں کو وہ محض خواب یا پھر بظاہر ان کے پیچھے چھپا کوئی معمولی مقصد سمجھ رہی تھی وہ اس قدر معمولی نہیں تھے بلکہ اتنے خطرناک تھے کہ اس کے پیارے بھائی کی جان خطرے میں آپڑی تھی۔ وینیسا نے پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ رابن کو دیکھا جو اسے یوں دیکھ رہا تھا گویا آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھ رہا ہو کہ جنیلا کیا کہہ رہی ہے۔ یہ اچھا ہی تھا کہ رابن نے اس کی بات نہیں سنی تھی نہ ہی وینیسا نے اپنے چہرے کے تاثرات سے یہ واضح ہونے دیا تھا کہ وہ خواب کس قدر بھیانک ہیں۔ وینیسا نے خود کو نارمل رکھنے کی بھرپور کوشش کی وہ نہیں چاہتی تھی کہ رابن کو اس بارے میں کچھ پتا چلے اور وہ یہ سب جان کر ہمت ہار جائے۔ وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس کا پیارا بھائی زندگی سے مایوس ہو کر پہلے ہی آدھی موت مر جائے۔

''وینیسا...... وینیسا...... ہیلو کیا تم مجھے سن رہی ہو؟'' جب کافی دیر بعد وینیسا نہ بولی تو جنیلا فکر مند ہو گئی۔ اسے اچھے سے اندازہ تھا کہ ایک بہن کا اپنے بھائی کے بارے میں ایسی تلخ حقیقت والا جواب برداشت کرنا موت کا سامنا کرنے کے مترادف تھا۔

وینیسا کی آواز نہیں نکل پا رہی تھی اس کی آواز اس کے حلق میں پھنس کر رہ گئی تھی۔ اس نے بہ مشکل صرف ''ہوں'' کہنے پر اکتفا کیا۔

''وینیسا میں جانتی ہوں یہ بہت نازک وقت ہے تم دونوں پر۔ مگر کسی بھی طرح تم دونوں نے ہمت نہیں ہارنی اور خدا پر بھروسہ رکھنا ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے میں تم دونوں تک

پہنچنے کی کوشش کرتی ہوں۔ مجھ سے رابطے میں رہنا اور مجھے اپنا ایڈریس لکھوا دو میں آ کر تم دونوں کو تمام تفصیل سے آگاہ کر دوں گی کہ ان سب کے پیچھے کیا راز ہے؟'' جنیلا نے بالکل کسی اچھی اور مخلص دوست کی طرح وینیسا کی ہمت وحوصلہ دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ برابر اُسے تسلیاں دیتی رہی تھی۔

وینیسا کو جنیلا سے بات کر کے ایک اعتماد سا آ گیا تھا کہ وہ اس کے بھائی کو اس مشکل سے ضرور نکال لے گی، اسے فادر گریگوری کی باتوں کا بھی یقین آ گیا تھا انہوں نے جنیلا کے بارے میں جو کچھ کہا تھا بالکل ٹھیک اور سچ کہا تھا وہ واقعی پہنچی ہوئی صاحبِ علم تھی جو فوراً اُسے پیشتر رابن کے خوابوں کا سلسلہ سمجھ گئی تھی۔ ورنہ وہ اب تک یہی سمجھتی تھی کہ رابن اور اس کے علاوہ ان خوابوں کی کوئی حقیقت تسلیم نہیں کرے گا۔

مگر فادر گریگوری اور اب جنیلا سے بات کر کے اسے یک گونہ سکون کا احساس ہوا تھا کہ بالآخر کسی نے تو ان کی باتوں کا یقین کر کے ان کی مدد کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ وینیسا نے جنیلا کو اپنا ایڈریس نوٹ کروا دیا دونوں کے بیچ مزید کچھ باتیں ہوئیں اور پھر جنیلا نے جلد آنے کا کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ جنیلا کے ڈھارس بندھانے پر وینیسا کافی حد تک پُرسکون ہو چکی تھی اس نے بہ مشکل اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تا کہ رابی کو کسی طور بھی ان دونوں کے بیچ ہونے والی گفتگو کا شک نہ گزرے۔

''کیا کہا جنیلا سسٹر نے؟'' رابن نے معصومیت سے پوچھا۔

وینیسا کو اس وقت اپنے بھائی کی معصومیت پر اس قدر پیار آیا کہ وہ چاہ کر بھی اسے پیار نہ کر سکی وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ رو دے گی۔ اس نے بہ مشکل خود پر قابو رکھا۔ رابن کی پیشانی پر بوسہ دیا اور محبت سے بولی۔ ''تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جنیلا نے کہا ہے کہ وہ کل یا پرسوں تک تمہیں دیکھنے کے لئے آ رہی ہے۔ وہ سب ٹھیک کر دے گی تم ٹھیک ہو جاؤ گے ہم پھر سے خوش رہیں گے۔'' وینیسا نے یہ کہہ کر رابن کو گلے سے لگا لیا تا کہ وہ اس کے آنسو نہ دیکھ سکے۔

اب وینیسا کی تمام تر امیدیں جنیلا سے ہی جڑی تھیں جو کرنا تھا جنیلا کو کرنا تھا۔ وینیسا صرف سچے دل سے اپنے بھائی کی زندگی کے لئے دعا کر سکتی تھی۔ اس کا بس چلتا تو وہ اپنی زندگی بھی رابن کے نام کر دیتی۔

''چلو باہر گھومنے چلتے ہیں۔'' وینیسا نے پیار سے مسکراتے ہوئے رابن سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

رابن کے چہرے پر بھی دل موہ لینے والی مسکراہٹ در آئی اور وہ دونوں سیر سپاٹے کی غرض سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

○……❖……○

قدیم چرچ کا چوتھا دروازہ رابن کے سامنے تھا۔ دروازے کے پیچھے سے آتی ہوئی مسلسل سرگوشی کرتی ہوئی نسوانی آواز کو رابن سن سکتا تھا۔ ''رابن میرے پاس آؤ۔ رابن مجھے دو۔'' اتنا کہہ کر وہ نسوانی آواز گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

رابن کا چہرہ سپاٹ تھا کسی بھی تاثر سے یکسر عاری۔ وہ بدستور سرخ گاؤن میں ملبوس تھا جس کی ہڈ اس کے سر پر براجمان تھی۔ رابن نے مزید کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر آہستگی سے دروازے کو اندر کو دھکیلا۔ دروازے کے دونوں پٹ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ اندر کو کھل گئے۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دینے والا اندھیرا...... رابن کی سبز آنکھیں اندھیرے کو ٹٹولتی ہوئی کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ معاً اسی لمحے نسوانی آواز نے سرگوشی کی۔ ''رابن مجھے دو۔''

اس کے ساتھ ہی رابن کی سبز آنکھوں نے اندھیرے میں کچھ دیکھا۔ بالکل واضح جسے دیکھ کر رابن کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں اور وہ ڈر کر بے اختیار پیچھے کو بھاگا۔ رابن ابھی بہ مشکل چند قدم ہی بھاگا ہو گا کہ۔

وہ نسوانی آواز ایک بار پھر گونجی۔ ''رابن میرے پاس آؤ۔'' اس کا یہ کہنا تھا کہ رابن بے اختیار جھٹکا کھا کر یوں رک گیا بھاگتا بھاگتا گویا اس کے پاؤں زمین پر دھنس گئے ہوں۔

''رابن مجھے دو۔'' سرگوشی کرتی ہوئی نسوانی آواز کی ایک بار پھر بازگشت ہوئی۔
رابن نے سعادت مندی سے سر کو نیچے جھکایا اور پیٹ پر ہاتھ باندھ کر ایک تابعدار بچے کی طرح کھڑا ہو گیا۔

''رابن میرے پاس آؤ...... رابن مجھے دو'' نسوانی سرگوشیاں مسلسل ابھر رہی تھیں۔
رابن کا وجود آہستہ آہستہ ہوا میں اٹھنے لگا اور اگلے ہی لمحے رابن ہوا میں معلق پیچھے کی جانب کو اُڑتا ہوا واپس چوتھے دروازے کے اندر چلا گیا۔ اندر جو کوئی بھی تھی وہ رابن کو اپنے پاس اندر کھینچ چکی تھی۔ رابن کے اندر پہنچتے ہی قدیم چرچ کا چوتھا دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ بند ہو گیا۔

رابن کے حلق سے دل دہلا دینے والی چیخ برآمد ہوئی جس کے ساتھ ہی وہ نیند سے بیدار ہو گیا اور خوف سے چلانے لگا۔ ''وینیسا...... وینیسا...... وینیسا۔''

رابن کے اس بری طرح چلانے پر وینیسا اپنے کمرے سے بھاگتی ہوئی رابن کے کمرے میں آئی اور اسے اس طرح چلاتے دیکھ کر حیرت وخوف سے اس کی جانب لپکی۔

''کیا ہوا...... کیا ہوا رابی......؟'' وینیسا نے بیڈ پر بیٹھ کر رابن کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔
وینیسا کے جھنجھوڑنے پر رابن ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آیا اس نے حیرت و بے یقینی سے اپنے چاروں طرف یوں دیکھا گویا کسی انجانی جگہ آ گیا ہو اور پھر وینیسا کی طرف دیکھا جو اسے حیرت و پریشانی سے گھور رہی تھی۔

''کیا ہوا؟'' وینیسا نے روہانسے لہجے میں فکرمندی سے پوچھا۔ اپنے بھائی کی یہ حالت اس نے پہلی دفعہ دیکھی تھی اور اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ رابن کی ایسی طبیعت یوں لگ رہا تھا جیسے رابن کے حواس اب بھی ٹھیک سے بحال نہیں ہوئے تھے۔ وہ اجنبیوں کی طرح وینیسا اور اپنے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں بیگانے پن کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ ہر چیز کو یوں دیکھ رہا تھا گویا پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس سے پہلے کہ وینیسا کچھ کہتی مسٹر ویٹو بڑ بڑاتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہوئے۔ رابن کے چلانے پر ان کی نیند بھی خراب ہوئی تھی۔ جس پر پہلے ہی وہ چراغ پا تھے اب دونوں کی صورتیں دیکھ کر وہ مزید سیخ پا ہو گئے۔ وہ غصے سے اونچی آواز میں دونوں پر دھاڑے۔

''یہ کیا آدھی رات کو تم دونوں نے تماشا لگا رکھا ہے۔ اندازہ ہے اس وقت کیا ٹائم ہو رہا ہے۔ رات کے تین بج رہے ہیں۔ تمہارے چلانے پر نیند خراب ہوئی ہے میری، خود تو سونا نہیں ہے تو دوسرے کو تو سونے دو کیوں پاگلوں کی طرح چلا رہے ہو تم۔ یہاں کوئی مذاق نہیں چل رہا آئی سمجھ۔ میرے گھر میں رہنا ہے تو میرے اصولوں کے مطابق رہو۔ رات دس بجے کے بعد کسی قسم کا بھی شور شرابہ نہیں ہونا چاہیے۔ ماں تو مر گئی مگر تم دونوں کی صورتوں میں عذاب چھوڑ گئی۔ تم دونوں بھی مر جاتے تو اچھا ہوتا۔'' مسٹر ویٹو غصے سے کہہ کر پاؤں پٹختے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

جبکہ ان کے زہریلے الفاظ وینیسا کا انگ انگ تڑپا گئے۔ اس کے برعکس رابن ہنوز اجنبیوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا اس کو بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ مسٹر ویٹو انہیں کیوں ڈانٹ کر گئے ہیں وینیسا نے ہمیشہ کی طرح اپنے باپ کے جلے کٹے لفظوں کو نظر انداز کیا اور رابن سے نرمی سے مخاطب ہوئی۔ ''کیا ہوا رابن تم کیوں چلا رہے تھے کیا تم نے پھر سے وہی خواب دیکھا؟''

رابن نے حیرت و بے یقینی سے وینیسا کی طرف دیکھا۔ ''کیا مطلب...... کیا ہوا تھا مجھے کون سا خواب......'' رابن کا لہجہ بے پروا تھا۔ رابن کا جواب وینیسا کی توقع کے برخلاف تھا۔ اس کے منہ سے الٹا جواب سن کر وینیسا کا پورا وجود ہل کر رہ گیا۔ غالباً جنیلا کا کہنا ٹھیک تھا رابن کی جان کو واقعی خطرہ تھا۔ ایسا سوچتے ہی وینیسا کا دل اس کی کن پٹیوں میں دھڑکنے لگا۔ ان خوابوں کا اثر رابن پر ایسا بھی ہوگا اس نے سوچا نہیں تھا۔ شاید اس نے کوئی ایکشن لینے میں دیر کر دی تھی مگر جو بھی تھا فی الحال اس کا بھائی صحیح سلامت تھا اب

اسے جو کچھ بھی کرنا تھا ایک لمحہ ضائع کیے بغیر کرنا تھا۔

''کافی رات ہوگئی ہے آپ جا کر سو جائیں میں بھی سو جاتا ہوں۔'' رابن یہ کہہ کر لیٹ گیا اور اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

وینیسا وہیں بیٹھی حیرت و پریشانی کی مورت بنی اسے دیکھتی رہی...... اسے اب کہاں نیند آنی تھی۔ اس کا سکون اس کی نیند رابن کے رویے نے غارت کر دی تھی۔ وہ ساری رات جنیلا سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر ایک بار بھی کال نہیں ملی، بقیہ ساری رات وینیسا نے جاگ کر سوچتے ہوئے گزار دی۔

O......❖......O

اگلی صبح کوئی نو بجے کے قریب گھر کی ڈور بیل بجی۔ وینیسا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو اپنے سامنے ایک پچیس چھبیس سالہ نہایت پُرکشش لڑکی کو کھڑے پایا جو نیلی جینز شرٹ میں ملبوس کندھے پر بیگ لٹکائے ہوئے تھی۔

''ہائے میں جنیلا ولیمز ہوں کیا میں وینیسا سے مل سکتی ہوں؟'' وہ نہایت خوش اخلاقی سے مخاطب ہوئی۔

وینیسا کو اب نام جان کر پہچاننے میں بالکل دیر نہیں لگی تھی کہ اس کے سامنے کھڑی لڑکی کون تھی۔ غیر متوقع طور پر جنیلا کو اپنے سامنے دیکھ کر وینیسا خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئی اس نے اپنے تصورات میں جنیلا کی تصویر کسی چالیس پینتالیس سالہ عورت کی بنا رکھی تھی مگر حقیقت اس کے برعکس تھی۔ جنیلا بالکل ایک جوان لڑکی تھی جو تقریباً وینیسا کی ہی ہم عمر تھی اور بقول فادر گریگوری بے پناہ صلاحیتوں کی مالک تھی۔

''جی جی میں ہی وینیسا ہوں آیئے اندر آیئے۔'' وینیسا جلدی سے دروازے سے ایک طرف ہوگئی اور جنیلا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوگئی۔

''بیٹھیں بتائیں کیا لیں گی آپ؟'' وینیسا دروازہ بند کر کے جنیلا کے پاس چلی آئی جو اپنا پرس صوفے پر رکھ کر بڑے غور سے گھر کے درودیوار دیکھ رہی تھی۔

''چائے بہتر رہے گی۔'' وہ دوستانہ انداز میں کہہ کر مسکرائی تو وینیسا بھی مسکرادی۔

''جی ابھی لے کر آتی ہوں۔'' وینیسا کہہ کر کچن میں چلی گئی اور جنیلا صوفے پر براجمان ہو کر اِدھر اُدھر نظریں گھما کر گھر کا جائزہ لینے لگی۔ کچھ دیر بعد وینیسا ٹرے اٹھائے چلی آئی۔ جسے اس نے جنیلا کے سامنے میز پر رکھ دیا ٹرے میں چائے کے دو کپ کے علاوہ دیگر لوازمات بھی موجود تھے۔

''آپ چینی کتنی لیں گی۔ زیادہ یا کم؟'' وینیسا نے پوچھا۔

''زیادہ۔'' جنیلا حسبِ معمول مسکرا کر بولی۔

وینیسا سر کو ہاں میں ہلا کر خاموشی سے جنیلا کی چائے میں چینی ڈالنے لگی۔ جنیلا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ وینیسا کا پھول سا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے۔ وہ مہینوں کی بیمار نظر آ رہی تھی اسے اس حالت میں دیکھ کر جنیلا پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

''تم ٹھیک تو ہو میری جان۔'' جنیلا اپنے مخصوص محبت آمیز لہجے میں بولی۔

''نہیں۔'' وینیسا نے نفی میں سر کو ہلایا اور سسک پڑی اس سے مزید کچھ کہا نہ گیا۔ جنیلا نے آگے بڑھ کر بالکل کسی مخلص اور پرانی دوست کی طرح وینیسا کو گلے سے لگا لیا۔

''حوصلہ نہیں ہارتے میں آ گئی ہوں ناں اب۔ خدا نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں پوری کوشش کروں گی۔ ہم دونوں میں خوب بننے والی ہے۔ کیونکہ یہ جان کر مجھے بہت خوشی کا احساس ہوا ہے کہ ہم دونوں ہم عمر ہیں۔'' جنیلا اسے ڈھارس دیتے ہوئے پیار سے بولی۔ ''تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں یہ کیا حالت بنا رکھی ہے یوں لگتا ہے گویا ساری رات نہ سوئی ہو۔'' جنیلا نے وینیسا کے چہرے سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

''رابن کی حالت نے رات بھر سونے نہیں دیا۔'' وینیسا نے سسکتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب کیا ہوا رابن کو۔ وہ ٹھیک تو ہے؟'' جنیلا فکرمندی سے بولی۔

گزشتہ رات جو کچھ پیش آیا تھا۔ وینیسا نے من وعن جنیلا کے گوش گزار کر دیا جسے سن کر جنیلا کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں کافی دیر خاموش رہ کر وہ بولی۔

''میں نے تمہیں دوست نہیں بہن مانا ہے اور ایسا میرے دل نے تمہیں دیکھتے ہی فیصلہ کر لیا تھا اس لحاظ سے رابن میرا بھی چھوٹا بھائی ہے۔ میں تمہیں پروفیشنل ڈیل نہیں کروں گی بلکہ اپنے بہن بھائیوں کو اس مشکل سے نکالنے کے لئے اپنی جان تک لڑا دوں گی۔تم دونوں کو صرف حوصلہ رکھنا ہے اور خدا پر بھروسہ، سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' جنیلا نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''تم ناشتہ کرو پہلے، بعد میں دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے جب تک سب ٹھیک نہیں ہو جاتا میں تم لوگوں کے ہاں ہی ٹھہروں گی۔'' جنیلا نے کہا تو وینیسا نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے آنسو صاف کیے اور مسکرا کر جنیلا کو دیکھنے لگی۔اسے جنیلا کے خلوص پر رشک ہو رہا تھا وہ دل ہی دل میں خدا کی شکر گزار تھی جس نے اسے جنیلا جیسی لڑکی سے ملوا دیا تھا۔

''آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا ہم پر اگر آپ یہ سب کرنے کا ارادہ کر چکی ہیں۔''

''احسان کہہ کر میرے جذبات کو ٹھیس مت پہنچاؤ، بہن بھائی ایک دوسرے پر احسان نہیں کیا کرتے۔'' جنیلا نے خلوص سے کہا تو وینیسا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

''چلو پہلے ناشتہ کرتے ہیں، میں ساری رات سفر میں رہی ہوں، تھک گئی ہوں، بھوکی بھی ہوں، ناشتہ کر کے کچھ دیر آرام کرنا چاہوں گی۔ پھر رابی کو دیکھوں گی۔'' جنیلا نے اپنائیت سے کہا۔

''جیسے مرضی یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔'' وینیسا نے خوش دلی سے کہا۔ ''میں ساری رات تمہارا نمبر ملاتی رہی مگر جواب موصول نہیں ہوا ایسا کیوں؟''

''میں سفر میں تھی شاید نیٹ ورک پرابلم ہو۔'' جنیلا نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

وینیسا چائے کے ساتھ ناشتے کے لئے مزید کچھ اور بنا لائی اور وہ دونوں مل کر ناشتہ

کرنے لگیں......جس کے دوران دونوں ایک دوسرے کو اپنے بارے میں بتاتی رہیں۔ وینیسا نے مختصراً اسے اپنے تلخ ماضی کے بارے میں بتایا کہ کس طرح ان کی ماں مرگئی، ساتھ ہی ساتھ موجودہ حالات کے بارے میں بھی جسے سن کر جنیلا کو بہت دکھ ہوا۔ اس نے بھی وینیسا کو اپنے بارے میں کافی کچھ بتایا اپنے مختلف نوعیت کے کیسز کے ساتھ اسے اپنی ذاتی زندگی سے بھی آگاہ کیا۔

جنیلا پیدائشی غیر معمولی بچی تھی۔ کم عمری سے ہی اسے غیر مرئی چیزیں نظر آنا شروع ہوگئی تھیں۔ جن کے ساتھ وہ اکثر اوقات کھیلا کرتی تھی۔ اس کی عمر اس وقت محض چار سال تھی جب سے اس میں یہ تبدیلیاں آئیں، جنہیں اس کے ممی پاپا نے اچھے سے محسوس کیا اور اسے پادری کے پاس لے گئے جس نے اس کے ''خاص'' ہونے کی نشاندہی کردی۔ وہ سب سے الگ اور منفرد بچی تھی دوسرے بچوں کی طرح روتی نہیں تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید کچھ تبدیلیاں رُونما ہوئیں، جن سے صاف ظاہر تھا کہ خدا نے اسے اپنے بے شمار بندوں میں سے ''خاص'' چن لیا تھا اور اسے روحانی علم سے نوازا تھا۔ یہ بات اس کے والدین کے لئے بے انتہا خوشی کی تھی وہ دونوں کی لاڈلی اور اکلوتی چہیتی تھی۔

جنیلا کے پاپا ایک ٹیکسی ڈرائیور تھے۔ جب جنیلا دس برس کی ہوئی تو وہ ایک ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہوگئے۔ قدرت نے جنیلا کو اپنے والد کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کی ممی کے لئے اگرچہ یہ سانحہ جان لیوا تھا۔ مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور اکیلے اسے پڑھا لکھا کر پروان چڑھایا۔ پھر خود بھی منوں مٹی تلے جا سوئیں۔ اب جنیلا اس دنیا میں تن تنہا تھی وہ حالات کے مارے اور ستائے ہوئے لوگوں کا خدا کے عطا کردہ علم سے علاج کرتی تھی۔ جن کا علاج دنیا کے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ وہ ایسے لوگوں کے کام آکر خود کے لئے روحانی سکون محسوس کرتی تھی۔ اور ان کی دعاؤں سے فیض یاب ہوتی تھی۔ اس کی پرورش بچپن سے اچھے ماحول میں ہوئی تھی اس

کے ممی پاپا بہت محبت کرنے والے ہمدرد لوگ تھے۔ جس وجہ سے لوگوں کے کام آنا ان سے پیار کرنا گویا اس کی رگوں میں دوڑتے خون میں شامل تھا۔ اس نے ہمیشہ اپنے ممی پاپا کو غریبی کے باوجود دوسروں کے کام آتے دیکھا تھا اور وہ اپنی بیٹی کو ہمیشہ دوسروں کے کام آنے کی تلقین کرتے رہتے تھے جس وجہ سے بچپن سے ہی اس کے چھوٹے سے معصوم ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ اسے دوسروں کے کام آنا ہے۔

لہٰذا اب وہ یہی سب کر رہی تھی۔ بنا کسی لالچ اور غرض کے صرف اپنے خدا، یسوع مسیح اور اپنے والدین کی روحوں کو خوش کرنے کے لئے بطور ٹیچر ایک اسکول میں ملازمت کرتی تھی اور بہت کم لوگ جانتے تھے کہ وہ ایک روحانی عالمہ ہے، صرف چند ایک لوگ ہی جانتے تھے۔ جن کے توسط سے مریض اس تک پہنچتے تھے اور ان سب سے بھی وہ یہی امید رکھتی تھی کہ وہ تب تک اس کے بارے میں کسی کو نہ بتائیں جب تک یہ معاملہ سنجیدہ نہ ہو کیونکہ وہ کسی بھی قسم کی شہرت نہیں چاہتی تھی اسے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنا پسند تھا۔ جب کبھی وہ اداس یا خود کو تنہا محسوس کرتی تو ایسے ہی مجبور لوگوں کے کام آکر اپنا دکھ ہلکا کر لیتی اور جب کوئی مریض اس کی بدولت زندگی کی طرف واپس لوٹ آتا تو اس کی خوشی دنیا کی ہر خوشی پر بھاری ہوتی۔ وہ ایک خوش اخلاق اور خوش گفتار لڑکی تھی جس کی شخصیت سے ہر کوئی مرعوب تھا، تکبر اسے چھو کر بھی نہ گزرا تھا۔ شاید ہی زندگی میں اس نے کوئی کیس دل سے نہ کیا ہو پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے کا بھی حل وہ ڈھونڈ نکالتی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ایسی شعاعیں تھیں کہ رابن کی طرح کے کئی مریض اس کے ہاتھوں میں شفایاب ہوئے تھے۔

جنیلا کی زبانی عجیب و غریب قصے سن کر وینیسا کا یقین مزید پختہ ہوتا جا رہا تھا کہ جنیلا ضرور رابن کو اس مصیبت سے نکال لے گی کیونکہ جنیلا نے اسے نہایت خوفناک، پیچیدہ اور سمجھ میں نہ آنے والے کچھ دو تین کیس بتائے تھے جنہیں وینیسا نے بڑی دلچسپی سے سنا تھا۔ یوں باتوں باتوں میں دونوں نے ناشتہ ختم کر لیا اور پھر جنیلا نے وینیسا سے

رابن کے خوابوں کے متعلق تمام حقیقت تفصیل سے بتانے کو کہا جس پر وینیسا نے پہلے خواب سے لے کر گزشتہ رات تک تمام تفصیل جنیلا کو سنادی۔ جسے سن کر چند لمحوں کے لئے دونوں کے بیچ گہری خاموشی حائل ہوگئی۔

دونوں اپنی اپنی جگہ غور وخوض کرنے میں مصروف تھیں۔ اس سے پہلے کہ دونوں میں سے کوئی کچھ کہتا۔ رابن اپنے کمرے سے برآمد ہوا۔ وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس تھا۔ دونوں نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی جنہیں ملتا ہوا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا ان کے پاس چلا آیا۔ بال بھی اس کے الجھے پڑے تھے۔ چہرے میں بے رونقی سی تھی وہ قدرے کمزور نظر آ رہا تھا۔

رابن کی بیگانگی دونوں کی سمجھ سے بالاتر تھی اس نے جو آنکھیں ملتے ہوئے وینیسا کے ساتھ کسی دوسری لڑکی کو دیکھا تو اس کا جہاں ہاتھ تھا وہیں رک گیا اور وہ سوالیہ نگاہوں سے دونوں کو دیکھنے لگا۔ وینیسا اپنی جگہ سے اٹھ کر رابن کے پاس آئی۔ ''رابن یاد ہے جنیلا، جن سے ہم نے خوابوں کے سلسلے میں مدد مانگی تھی؟''

وینیسا نے یاد دلایا تو رابن کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور اسے جھٹ سے یاد آ گیا کہ سامنے بیٹھی جنیلا درحقیقت کون ہے۔ اس نے جلدی سے اپنے بکھرے بالوں میں انگلیاں پھیر کر انہیں درست کیا اور آگے ہو کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ جنیلا بھی اپنی جگہ سے اٹھی اور رابن کے آگے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام کر گرم جوشی سے اس کے ساتھ مصافحہ کیا جس کے بعد تینوں نے اپنی اپنی نشستیں سنبھال لیں۔

''کیسے ہو رابن؟'' جنیلا مسکرا کر بولی۔

''آپ کے سامنے ہوں۔'' رابن نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

''اب کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' وینیسا نے غور سے رابن کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ٹھیک ہوں۔'' رابن نے وینیسا کو دیکھ کر کہا۔

''مجھے ٹھیک نہیں لگتے۔''جنیلا بولی۔

''کیا مطلب؟''رابن نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

''خیر چھوڑ دو پہلے ناشتہ کرلو پھر آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے۔تم آج کالج نہیں جاؤ گے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔''جنیلا نے بات کا رخ کسی اور طرف موڑتے ہوئے کہا۔

''جی ٹھیک ہے مگر میں پہلے آپ کو اپنے خواب کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ شب مجھے وہ خواب دوبارہ نظر آیا۔''رابن نے سرسراتی آواز میں کہا۔

وینیسا کی سانس گویا تیز ہوگئی۔

''اس دفعہ کیا دیکھا تم نے خواب میں؟''جنیلا دھیرے سے بولی۔ کچھ لمحے رابن خاموش رہا گویا خواب کا ایک ایک منظر ذہن میں ترتیب دے رہا ہو۔ پھر گہری سانس لے کر اس نے کہنا شروع کیا۔

''میں چوتھے دروازے کے سامنے ایستادہ تھا۔ جس کے پیچھے سے آتی سرگوشیاں۔ ''رابن مجھے دو...... رابن میرے پاس آؤ......''مسلسل ابھر رہی تھیں۔ مین نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔''اتنا کہہ کر رابن خاموش ہوگیا۔ وہ ایک بار پھر خود کو خواب کے اندر محسوس کررہا تھا۔

جنیلا اور وینیسا گویا سانس روکے بیٹھی تھیں۔ دونوں پھٹی آنکھوں کے ساتھ رابن کو دیکھ رہی تھیں۔

''تم نے دروازہ کھول دیا؟''وینیسا نے حیرت سے استفسار کیا۔

''ہاں''رابن نے کہا اور بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔''دروازہ کھولنے پر ایک لمحے کے لئے تو گھپ اندھیرے نے استقبال کیا مگر جب میری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو میں نے وہاں اندر ایک نوعمر خوبصورت لڑکی کو دیکھا جو لباس سے بے نیاز تھی۔''رابن کہہ کر ایک بار پھر خاموش ہوگیا۔

جنیلا اور وینیسا کی آنکھیں حیرت وخوف سے پھیلتی جا رہی تھیں اور سانسیں تھیں کہ اوپر نیچے دوڑ رہی تھیں۔

رابن نے سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا۔ ''اس کی آنکھیں سرخ اور بال سنہری تھے۔ وہ بڑے غور سے دھیمی دھیمی سانسیں لیتی ہوئی مجھے دیکھ رہی تھی۔ نہ جانے میں اس سے خوفزدہ کیوں ہو گیا تھا۔ شاید اس کے یوں دعوتِ گناہ دینے پر میں ڈر گیا تھا یا پھر اس وقت مجھے ایسا لگا تھا گویا وہ کوئی عورت نہیں شیطان ہو۔ میں ڈر کر الٹے پاؤں پیچھے کو بھاگا...... مگر اس نے اپنے سحر سے یا یوں کہو اپنی جادوئی طاقتوں کو استعمال میں لا کر مجھے بھاگنے نہیں دیا۔ میرے ذہن کو اپنے شکنجے میں جکڑ کے مجھے واپس اپنے پاس کھینچ لیا۔ اس کے بعد میں چیخ کر اٹھ بیٹھا۔''

رابن خواب کو بتا کر خاموش ہوا تو تینوں کے بیچ لحظہ بھر کو بوجھل سا سکوت چھا گیا۔ وینیسا کا رنگ ہلدی مائل ہو رہا تھا۔ رابن نے جو کچھ کہا تھا اسے سوچ سوچ کر اس کے دماغ کی چولیں ہل رہی تھیں۔

خاموشی طویل سے طویل تر ہوتی رہی کوئی کچھ نہ بولا۔ ہر کوئی اپنی جگہ گہری سوچ میں غرق تھا بالآخر اس خاموشی کو رابن نے ہی توڑا۔

''اب جب کہ وہ مجھے حاصل کر چکی ہے۔ کیا مجھے وہ خواب دوبارہ نظر آئے گا......؟ مگر اب تک مجھ پر یہ بات واضح نہیں ہو سکی کہ اسے میری ضرورت ہی کیوں تھی؟''

رابن اور وینیسا دونوں جواب طلب نگاہوں سے جنیلا کی جانب دیکھ رہے تھے۔ اس نے نظریں اٹھا کر دونوں کو باری باری دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر کہنا شروع کیا۔

''یہ کافی پیچیدہ اور مختلف نوعیت کا کیس ہے میری زندگی میں پہلی دفعہ میرا سامنا ہو رہا ہے اس طرح کے تجربے سے، بہر حال رابن اور وینیسا اب جو میں کہنے جا رہی ہوں اسے نہایت غور سے سننا۔ جہاں تک میرا علم مجھے بتا رہا ہے تو رابن کو پکارنے والی کوئی لڑکی نہیں بلکہ ایک Succubus ہے۔''

''?Succubus رابن اور جنیلا نے یک زبان ہو کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''ہاں Succubus ہے۔'' جنیلا نے کہا اور چند لمحے توقف کر کے کہنا شروع کیا۔

''Succubus لاطینی زبان سے نکلا ہوا لفظ ہے جس کے معنی ''نیچے لیٹنے'' کے ہیں۔ Succubus ایک جن عورت کو کہتے ہیں جو مرد کے خوابوں میں ایک خوبصورت عورت کا روپ دھار کر آتی ہے اور اس کے ساتھ جنسی اختلاط قائم کرتی ہے۔ مرد کی مردانہ طاقت اس کی غذا ہوتی ہے جس سے وہ تخم بھی جمع کرتی ہے جو بعد میں Incubus (مرد جن) کے کام آتی ہے۔ جنہیں وہ استعمال میں لا کر انسانی عورت کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے تا کہ (Cambion) یعنی ایک بدشکل مافوق الفطرت بچہ پیدا ہو سکے جو عموماً مردہ دنیا میں آتا ہے۔

مذہبی روایت میں ہے کہ جب کسی Succubus کو کسی مرد سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہوئے نہایت لطف آتا ہے تو وہ بار بار اس کے خوابوں میں آ کر یہ عمل دہراتی ہے جس کے نتائج انتہائی خطرناک روپ میں سامنے آتے ہیں۔ کبھی دماغی عارضے کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں تو کبھی سیدھی موت واقع ہو جاتی ہے۔

رابن کے خوابوں میں جو لڑکی آ رہی ہے وہ بظاہر لڑکی نظر آتی ہے مگر درحقیقت وہ ایک Succubus ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ رابن سے صرف اپنی ہوس پوری کرنا چاہتی ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد بالکل نہیں ہے۔ اب تک وہ تو خوابوں میں رابن کو محض پکارتی آئی ہے جو کہ خاصی اچنبھے والی بات ہے ورنہ یہ اپنا کام کر گزرتے ہیں۔ بہرحال بقول رابن گزشتہ شب وہ اسے اپنے پاس اندر کھینچ چکی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رابن اب اس کے قبضے میں ہے لہٰذا ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے اور رابن کو اس سے چھڑانا چاہیے۔''

جنیلا تفصیلاً ساری بات بتا کر خاموش ہوئی تو ایک لمحے کے لئے سکوت چھا گیا۔

سکوت کیا تھا گویا موت کا سکوت تھا۔ جس نے سب کو دہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر کسی کو چپ لگ گئی تھی۔ وینیسا اور رابن تو حقیقت جان کر انگشت بدنداں تھے۔

''ایک اور بات۔'' جنیلا کی آواز نے موت کے سے سکوت میں زندگی کی رمق پیدا کی وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''وینیسا جیسا کہ تم نے بتایا کہ رابن کو وہ خواب ہمیشہ تین بجے آتا ہے چاہے وہ دوپہر کے ہوں یا رات کے۔ تو بتاتی چلوں تین بجے کا وقت بھاری ہوتا ہے رات جب اپنے نصف پہر میں داخل ہوتی ہے اور دوپہر کی تپتی دھوپ جب اپنے زوروں پر ہوتی ہے تو ایسا وقت شیطانی قوتوں کے لئے بہترین ہوتا ہے۔ اور پھر ہمارے مذہب کے مطابق جب یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا تب بھی تین بجے ہی کا وقت تھا۔''

جنیلا دونوں پر حیرتوں کے دروازے وا کرتی جا رہی تھی اور ان کے چہروں کا رنگ فق ہوتا جا رہا تھا۔ جو کچھ جنیلا نے بتایا تھا اس بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ یہ سب کچھ ان کی سوچ سے کہیں زیادہ آگے نکلا تھا۔ اور جنیلا کا یہ سب جان لینا بلاشبہ اس کے نورانی علم کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

''اب ہم کیا کریں گے؟'' وینیسا نے حیرت و پریشانی سے پوچھا۔ اس کا چہرہ ہلدی مائل ہو رہا تھا۔ خود رابن کی حالت غیر تھی۔

''رابن کو اس سے بچائیں گے تاکہ وہ رابن کی جان چھوڑ دے اور پھر کبھی اس کے پاس نہ آئے۔'' جنیلا نے وضاحت کی۔

''مگر کیسے کریں گے ہم یہ؟'' وینیسا نے ایک بار پھر پوچھا۔

''میں سب بتاؤں گی ہم مل کر کریں گے پریشان نہ ہو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی۔'' جنیلا نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''فادر نے مجھ سے کہا تھا برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں لہٰذا میں باقاعدگی سے چرچ جاتا رہا ہوں پاک صاف تو میں یوں بھی رہتا ہوں بدن سے بھی اور

دوسری بات روح سے بھی کبھی کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تو پھر میرے ساتھ ہی ایسا کیوں؟"

رابن ڈرے ڈرے لہجے میں بولا۔ اس کے لہجے میں گھبراہٹ کا عنصر بھی نمایاں تھا۔ وحشت اس کے چہرے پر کھل کر برس رہی تھی۔

جنیلا اس کی معصومیت پر مسکرا اٹھی۔ "نہیں میری جان، ایسی بات نہیں ہے کہ یہ چیزیں صرف اسی کو اپنا نشانہ بناتی ہیں جو گندے ناپاک اور غلیظ رہتے ہیں ہر لحاظ سے بلکہ یہ تو نیک لوگوں کا بھی ایمان خراب کرنے چلی آتی ہیں تا کہ انہیں گنہگار کر سکیں یہی تو مقصد ہے ان قوتوں کا۔ یہ چیزیں چرچ کے راہب سے لے کر عام انسان تک کو نظر آسکتی ہیں مگر عموماً یہ اتنی خطرناک نہیں ہوتیں جتنی تمہیں پکارنے والی نظر آ رہی ہے کیونکہ وہ کسی طور تمہارا پیچھا نہیں چھوڑ رہی پر گھبرانے والی بات نہیں ہے میں آ گئی ہوں نا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم دیکھ لینا۔" جنیلا نے سمجھاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ نہایت پُرعزم اور ٹھوس تھا۔

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا، مسٹر ویٹو جو نہ جانے کب سے اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر ان تینوں کی باتیں سن رہے تھے کرختگی سے چلا اٹھے۔ "بند کرو یہ تماشہ۔"

وہ تینوں اس اچانک افتاد پر سہم گئے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مسٹر ویٹو ان تینوں کے قریب چلے آئے اور جنیلا کو گھور کر دیکھا۔ جنیلا خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ وینیسا ناشتے کے دوران اسے اپنے باپ کی طبیعت کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر چکی تھی۔ لہٰذا وہ تحمل سے کھڑی رہی۔

"کون ہو تم؟" مسٹر ویٹو غرائے۔

"ڈیڈ۔" وینیسا نے کچھ کہنا چاہا مگر مسٹر ویٹو نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بات کرنے سے روک دیا۔

''میں جنیلا ہوں روحانی معالج۔''جنیلا پُرسکون لہجے میں بولی۔

''ہوں۔''مسٹر ویٹو نے ہنکار بھرا۔

''یہ دونوں تو بے وقوف ہیں ہی تم مزید انہیں بے وقوف بنانے چلی آئی ہو۔'' وہ تلخی سے بولے۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟''جنیلا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''مطلب صاف ہے میں اچھے سے سمجھتا ہوں تم نوسر بازوں کی چالاکیوں کو جو پیسوں کے لئے ایسے فضول کام کو اپناتے ہیں، لوگوں کو بے وقوف بنا کر ان سے موٹی رقم اینٹھ لیتے ہیں۔''مسٹر ویٹو زہرخند لہجے میں بولے۔

''ایکسکیوزمی۔''جنیلا کا لہجہ تیز ہو گیا اس سے اپنی توہین برداشت نہ ہوئی۔

''بابا بس کریں آپ جب کچھ جانتے نہیں ہیں تو خوامخواہ بیچ میں مت بولیں یہ ہمارا معاملہ ہے ہمیں بات کر لینے دیں۔'' وینیسا نے جلدی سے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''تم سے بات نہیں کر رہا میں، خاموش رہو تم، ایک لفظ نہ نکلے تمہارے منہ سے۔'' مسٹر ویٹو وینیسا کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولے۔

''یہ میرا گھر ہے یہاں وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔ کچھ بھی میرے مزاج کے خلاف نہیں ہو گا۔ میں نے تمہیں سمجھایا بھی تھا کہ یہ سب فضولیات ہیں ان کا حقیقت سے کوئی لینا دینا نہیں۔ مگر تم دونوں میری پیٹھ پیچھے یہ سب کرتے رہے؟ میں ٹانگیں توڑ دوں گا تم دونوں کی اور اس کی بھی جو میری اجازت کے بغیر میرے گھر آئی ہے۔''مسٹر ویٹو غصے سے آخری الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولے ان کا اشارہ جنیلا کی طرف تھا۔

جنیلا سے مزید اپنی بے عزتی برداشت نہیں ہوئی۔ وہ وینیسا کو موردِ الزام ٹھہراتی ہوئی بولی۔''وینیسا اگر ایسا کچھ تھا تمہارے گھر پر تو تمہیں مجھے فون پر ہی بتا دینا چاہیے تھا۔ میں کچھ اور انتظام کر لیتی مگر تم نے بتانے میں دیر کر دی۔ بھلے ہی تم نے مجھے ناشتے کے دوران سب بتا دیا تھا مگر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے سوری میں اپنی بے عزتی اور نہیں برداشت

کر سکتی......چلتی ہوں۔'' جنیلا نے سخت لہجے میں کہا۔

جنیلا کے جانے کا اعلان کرنا وینیسا اور رابن دونوں کو اندر تک جھنجھوڑ گیا۔ وہ چلی جاتی تو وہ دونوں اکیلے کیا کرتے؟ انہوں نے تو اپنی تمام تر امیدیں جنیلا سے لگالی تھیں جو اب انہیں ٹوٹتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

''واہ بہت خوب یعنی میرے پیچھے میری خوب برائیاں ہوتی ہیں۔'' مسٹر ویٹو وینیسا کو گھورتے ہوئے بولے۔

''اور آپ مسٹر ویٹو......آپ کو بالکل زیب نہیں دیتا کہ آپ مجھ سے اس لہجے میں بات کریں۔ چاہوں تو میں بھی آپ کو جواب دے سکتی ہوں مگر میرے والدین نے مجھے یہ تہذیب نہیں دی۔ بڑوں کا احترام مین کرنا جانتی ہوں لہٰذا آپ کو بھی معاف کر رہی ہوں کہ آپ میرے بڑے ہیں آپ کو جواب دے کر مجھے آپ جیسا نہیں بننا ورنہ آپ میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جائے گا۔''

جنیلا کے الفاظ مسٹر ویٹو کے تن من میں آگ لگا گئے۔ وہ کسی بھیڑیے کی طرح غرا اٹھے۔

''دفع ہو جاؤ میرے گھر سے آئندہ مجھے یہاں نظر نہ آنا ورنہ تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم ساری زندگی روحانی علاج کرنا بھول جاؤ گی۔'' مسٹر ویٹو نفرت سے چلائے۔

جنیلا نے لحظہ بھر کو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سختی سے دیکھا اور اپنا پرس کندھے پر ٹکائے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

معاً وینیسا روتی ہوئی اس کے سامنے آگئی اور اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ لیے اس سے کچھ نہ کہا گیا وہ بس روتی چلی گئی۔ چند لمحے جنیلا سنجیدگی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کا بلک بلک کر رونا اس کا دل نرم کر رہا تھا۔ وینیسا کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا اس نے بے پروائی سے سر کو جھٹک دیا گویا اسے ان دونوں سے کوئی ہمدردی نہ ہو۔ رابن کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے وہ خاموشی سے

رو رہا تھا۔ جنیلا نے اسے دیکھنا گوارہ نہیں کیا اور وینیسا کو ایک طرف کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی وینیسا نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ سختی سے تھام لیا۔

''پلیز مت جاؤ ہمیں چھوڑ کر ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔'' اس کے لہجے میں التجا تھی مگر جنیلا نے زور سے اپنا ہاتھ وینیسا کی گرفت سے چھڑا لیا اور دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ کسی نے اس کے پیچھے جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ وہ جانتے تھے وہ اب کہاں رکنے والی تھی۔ وینیسا گھٹنوں کے بل فرش پر گر کر رونے لگی۔ رابن نے اسے کندھوں سے تھام لیا۔

''بند کرو یہ رونا دھونا۔ وہ غلط لڑکی تھی۔ دیکھا تم دونوں نے کیسے آرام سے چلی گئی۔ جو تم دونوں کی بہن ہونے کی دعوے دار تھی۔ اور اس کا کہنا تھا کہ وہ تم دونوں کے ساتھ ہر حال میں ہے۔ ایک پل میں چلی گئی تم دونوں کو تنہا کر کے۔ بات کو سمجھو تم دونوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار کرنا ہی میرا کام ہے۔ تم دونوں ابھی بچے ہو دنیا کے لوگوں کو نہیں جانتے۔ سمجھ آئی۔ مجھے غلط مت سمجھا کرو۔''

مسٹر ویٹو اس وقت بالکل الگ شخصیت نظر آ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا گویا کوئی اور روح ان کے اندر حلول کر گئی ہو۔ شاید وینیسا کو بری طرح روتے دیکھ کر ان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

مسٹر ویٹو کی بات سن کر وینیسا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور غصے سے اپنے باپ پر دھاڑی۔

''غلط وہ نہیں غلط آپ ہیں۔ جب آپ پوری بات جانتے ہی نہیں تو کیا ضرورت تھی بیچ میں بولنے کی۔ گھر آئے مہمان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرتا ہے کیا۔ وہ بھی ایک لڑکی کے ساتھ؟ بیچاری ساری رات کا سفر کرتے ہوئے یہاں پہنچی تھی اسے آرام بھی کرنے نہیں دیا الٹا بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا۔ واہ بہت خوب کہا آپ نے کہ آپ ہمارے باپ ہیں اسی لیے ہمیں ایسے لوگوں سے ہوشیار کرتے ہیں۔ جس شخص نے کبھی

اپنے بچوں کو باپ کی شفقت اور باپ کا پیار نہیں دیا اس شخص کا آج کہنا کہ ہم اسے غلط نہ سمجھیں نا قابلِ یقین سی بات ہے۔''

کب سے بھری وینیسا آج پھٹ پڑی تھی۔ اس نے گویا اپنے دل کا تمام زہر نکال کر باہر کیا تھا۔

مسٹر ویٹو نے شدید غصے کے عالم میں وینیسا کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ وینیسا گھوم کر فرش پر جا گری تو رابن کا دل تڑپ کر رہ گیا۔ وہ بے اختیار غصے سے آگے بڑھا اور مسٹر ویٹو کا گریبان پکڑ لیا۔

''آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر ہاتھ اٹھانے کی۔'' رابن زہریلے لہجے میں بولا۔ اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ اس سے پہلے اس قدر غصے میں رابن کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

''باپ ہوں میں۔'' مسٹر ویٹو طمانیت سے بولے۔

''باپ صرف ہاتھ اٹھانے کے لئے نہیں ہوتا۔'' رابن نے مزید کس کر گریبان پکڑ لیا۔

''میرا گریبان چھوڑ دو ورنہ۔'' مسٹر ویٹو سختی سے بولے۔

''ورنہ کیا......؟ مجھے بھی ماریں گے؟ دیکھتا ہوں میں بھی اب کیسے ہاتھ اٹھتا ہے آپ کا۔ آئندہ میری بہن پر ہاتھ اٹھایا تو میں پولیس میں رپورٹ درج کروا دوں گا۔'' رابن نے غصے سے کہہ کر ایک جھٹکے سے مسٹر ویٹو کا گریبان چھوڑ دیا۔

مسٹر ویٹو چند لمحے تک اسے غصیلی نگاہوں سے گھورتے رہے پھر واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔

دورانِ خون کی رفتار سے رابن کی گردن سرخ ہو گئی تھی اور چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ وہ بہ مشکل غصے پر قابو پاتا ہوا وینیسا کے پاس آیا جو ابھی تک فرش پر بیٹھی رو رہی تھی۔ اس کے نرم و نازک گال پر مسٹر ویٹو کی سخت انگلیوں کے نشان ثبت ہو چکے تھے۔ جس کی

وجہ سے اس کا خوبصورت چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ رابن نے فرش پر وینیسا کے برابر بیٹھ کر اس کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا۔ اور اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ پیار سے ہاتھ سہلانے لگا۔

''خدا کی بہتری ہی ہو گی اس میں بھی یقیناً وہ ہمارے لیے کوئی اور بہتر راستہ نکال لے گا۔'' رابن نے وینیسا کو تسلی دی۔

O......❖......O

اگلے دو دن رابن کو وہ خواب دوبارہ نظر تو نہ آیا البتہ اس کی صحت دن بدن گرتی جا رہی تھی۔ دو دن میں ہی وہ مہینوں کا بیمار نظر آنے لگا تھا۔ ہڈیاں ابھر آئی تھیں آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔ بدن کمزور اور لاغر ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس پر ہر وقت نقاہت طاری رہتی تھی۔ وہ کالج بھی نہ جا سکتا تھا نہ ہی کوئی اور کام کر سکتا تھا۔

سارا سارا دن بے ہوشی کی سی کیفیت میں بستر پر دراز رہتا تھا۔

وینیسا رابن کی اس حالت پر اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔ اس کی نظروں کے سامنے رابن دو دن میں کیا سے کیا ہو گیا تھا جس پر اس کا دل اور آنکھیں ہمہ وقت روتے رہتے تھے۔ جنیلا نے جو کچھ کہا تھا وہ سب سچ ہوتا جا رہا تھا۔ وینیسا نے جنیلا سے دوبارہ رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی مگر اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔ وینیسا کا رو رو کر برا حال تھا۔ اس نے فادر گریگوری سے جنیلا کے گھر کا پتہ بھی معلوم کیا تھا۔ جن کی بدولت اس کا جنیلا سے رابطہ بحال ہو سکا تھا۔ ان کے دیئے گئے پتے پر وینیسا میلوں دوسرے شہر کا سفر کر کے وہاں گئی تھی مگر بدقسمتی سے جنیلا کے گھر کے دروازے پر لگا تالا منہ چڑا رہا تھا۔ وہ عموماً سفر پر رہتی تھی گھر کم ہی دستیاب ہوتی تھی۔ وینیسا وہاں سے روتی بلکتی ہوئی واپس آ گئی۔ اسے صبح شام صرف رونے سے کام تھا وہ ہمہ وقت اپنے باپ کو کوستی رہتی تھی۔ جس کی وجہ سے جنیلا انہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ شاید انہوں نے اس سے کچھ زیادہ ہی امیدیں لگا لی تھیں اور امیدیں ہی تکلیف دیتی ہیں اب وہ جنیلا جیسے کسی دوسرے شخص کو بھی نہیں جانتی تھی جو ان

کی مدد کر سکتا۔

لٰہذا وہ جمیلا کو بھی کوسنے سے باز نہ رہی جو بڑی بڑی باتیں کرنے کے بعد پل میں انہیں اکیلا کر گئی۔ ان دنوں اس کی حالت کسی سنکی و جذباتی مریضہ سے مشابہہ تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی ایسا اس لیے تھا کہ رابن کو کھانے پینے کی بھی ہوش نہ رہی تھی۔ وینیسا اسے اپنے ہاتھ سے بہ مشکل کھانا کھلایا کرتی تھی۔ مسٹر ویٹو اس تمام صورتِ حال کا بغور مشاہدہ کر رہے تھے۔ رابن کی اس عمر میں ایسی حالت باعثِ تشویش تھی۔ اسے بخار تھا نہ ہی کوئی اور بیماری مگر بدن تھا کہ سوکھتا ہی جا رہا تھا۔

جتنے مرضی سخت سہی مگر وہ ایک باپ تھے۔ اپنے جوان بیٹے کی ایسی بے بس حالت ان سے بھی نہ دیکھی گئی۔ انہوں نے وینیسا سے کہا کہ وہ رابن کو ہسپتال لے کر چلیں گے۔ چند ثانیوں تک تو وینیسا اشک بار آنکھوں میں حیرت سموئے انہیں دیکھتی رہی تھی مگر پھر اس نے جلدی سے رابن کو ہسپتال جانے کے لئے تیار کیا اور دونوں باپ بیٹی اسے ٹیکسی میں ڈال کر شہر کے سب سے اچھے ہسپتال میں لے گئے۔ جہاں ایک قابل مگر ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے رابن کا اچھی طرح معائنہ کیا جس کے بعد وہ اپنے ملحقہ آفس میں چلا آیا جہاں وینیسا اور مسٹر ویٹو پہلے سے میز کی دوسری طرف کرسیوں پر براجمان تھے۔

ڈاکٹر بھاری بدن کا آدمی تھا۔ وہ اپنی آستینیں چڑھاتا ہوا ریوالونگ چیئر پر براجمان ہو گیا اور نظر کا چشمہ درست کر کے ایک نظر بغور مسٹر ویٹو کی جانب دیکھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور پسینے کی ننھی ننھی بوندیں بھی تھیں۔

وینیسا کا دل کسی انجانے خدشے اور خوف کی وجہ سے گویا ڈوبا جا رہا تھا۔ اس کا دل یہی سوچ سوچ کر کانپ رہا تھا کہ نہ جانے وہ ڈاکٹر ان سے کیا کہنے والا تھا۔ اس کے چہرے کی سنجیدگی کسی خطرے کی ہی پیشن گوئی کر رہی تھی جسے مسٹر ویٹو نے بھی بخوبی نوٹ کر لیا تھا۔

بالآخر ڈاکٹر کھنکار کر بولا۔ ”کیا آپ کا بیٹا شادی شدہ ہے؟“ ڈاکٹر کے اس اچانک

غیر متوقع سوال پر دونوں باپ بیٹی اپنی اپنی جگہ گویا حیرت سے چونک اٹھے۔ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ ڈاکٹر آئے گا اور کہے گا کہ ''رابن کی اس حالت کی وجہ کوئی بیماری ہے۔''

مگر ان کی سوچ کے برعکس ڈاکٹر نے ایک عجیب سوال کر ڈالا تھا۔

''کیا رابن شادی شدہ ہے؟'' ڈاکٹر نے پیڈ پر لگے ہوئے کاغذات پر لکھے مریض کا نام پڑھتے ہوئے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

''جی نہیں یہ تو محض انیس سال کا ایک طالب علم ہے۔'' مسٹر ویٹو نے قدرے الجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

مسٹر ویٹو کے جواب پر ڈاکٹر کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں اور موٹے نقوش میں خفیف سا کھنچاؤ ابھر آیا۔ اس کے اندر گویا زبردست کشمکش جاری ہوگئی۔

''کیا بات ہے ڈاکٹر صاحب میرا بھائی ٹھیک تو ہے ناں۔'' وینیسا نے فکرمندی سے پوچھا۔ اس کا لہجہ ایسا ہی تھا جیسے کوئی ماں اپنے بیٹے کے لئے پریشان یا غمزدہ ہو۔

ڈاکٹر نے چشمے کے اوپر سے ایک نظر غور سے وینیسا کو دیکھا اور دوبارہ کہا۔ ''اپنے بھائی سے کہیں کچھ دنوں کے لئے عیاشی ترک کر دے۔ اُس کی صحت اسی وجہ سے گرتی جا رہی ہے اور بدن میں جان باقی نہیں رہی۔'' ڈاکٹر کے الفاظ دونوں باپ بیٹی پر پہاڑ بن کر ٹوٹے۔ انہیں لگا ایک نہیں دو نہیں بلکہ پورے ساتوں آسمان ان پر گر پڑے ہوں۔ ڈاکٹر کے الفاظ نے ان کی روح تک کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ اگرچہ مسٹر ویٹو اس تمام عرصے میں اپنے بچوں سے بے پروا اور انجان رہے تھے تاہم ان کی سرگرمیوں کے متعلق وہ اچھے سے جانتے تھے۔ وہ اپنے بیٹے کی شرافت اور معصومیت کی گواہی بڑے وثوق سے آنکھیں بند کر کے دے سکتے تھے۔ ان کے دونوں بچے اس معاملے میں اپنے باپ کے بالکل برعکس تھے۔

باپ اگرچہ دوستوں کی محفلوں میں پینے پلانے کا کام کرتا تھا مگر وہ دونوں دور دور تک باپ کے نقشِ قدم پر چلتے دکھائی نہیں دیتے تھے۔

دونوں ہی بچے شرافت اور اچھے کردار کا عملی ثبوت تھے۔ ان کے کردار میں ذرا سی بھی لچک نہیں تھی تو پھر یہ ڈاکٹر کیا کہہ رہا تھا......؟

''میں کچھ طاقت کی دوائیں لکھ کر دے رہا ہوں ایک دو دن میں انہیں آرام آجائے گا۔ اب آپ انہیں لے کر جا سکتے ہیں۔'' ڈاکٹر نے تیزی سے سفید کاغذ پر اپنی مخصوص لکھائی میں کچھ دوائیں تجویز کیں اور وہ کاغذ وینیسا کی جانب بڑھا دیا جسے وینیسا نے تھام لیا۔

''ڈاکٹر صاحب میرا بیٹا ایسا نہیں ہے...... وہ انتہائی شریف بچہ ہے۔'' مسٹر ویٹو پھٹی پھٹی آواز میں بولے۔ انہیں اب تک سمجھ نہیں آسکی تھی کہ ڈاکٹر نے ان سے کیا کہا تھا۔

ڈاکٹر نے مسٹر ویٹو کے ایسا کہنے پر ان کی طرف کچھ اس نظر سے دیکھا جیسے کوئی بزرگ کسی بچے کی طرف دیکھتا ہے۔ جب وہ بولا تو اس کے لہجے میں طنز کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

''ہر کوئی ایسا ہی کہتا ہے اپنے بچے کے بارے میں اس کی کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے مگر میڈیکل سائنس کے مطابق یہی سچ ہے۔''

مسٹر ویٹو سے مزید اپنے معصوم بیٹے کے بارے میں کچھ برداشت نہ ہو سکا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر رابن کے پاس چلے گئے۔

وینیسا بھی بہ مشکل اپنی ٹانگوں پر کھڑی ہو کر ان کے پیچھے گئی اور وہ دونوں رابن کو لیے گھر واپس آگئے۔

رابن بستر پر دراز گہری نیند سو رہا تھا اور وینیسا اس کے پہلو میں بیٹھی اس کے نرم و ملائم بھورے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیر رہی تھی۔ اس کی آنکھیں شدتِ غم کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں اور دل تھا کہ کرب کی اذیت سے پھٹا جا رہا تھا۔ ایسا بھی وقت آنا تھا رابن پر اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ نہ جانے کس کی نظر لگ گئی تھی اس کے پیارے چہیتے

بھائی کو؟ ایک وہی تو تھا جس سے وہ دنیا جہاں کی باتیں کیا کرتی تھی اب وہ دو دن سے بالکل خاموش تھا نہ مسکراتا تھا نہ اس کی کسی بات کا جواب دیتا تھا۔ ہر وقت غنودگی کی کیفیت میں رہتا تھا جو وینیسا کے لئے بہت تکلیف دہ تھا۔ وہ اس کے بغیر بے حد تنہا ہو گئی تھی اور اس کی تنہائی بانٹنے والا اس کی تکلیف اور اذیت سے بے نیاز آنکھیں موند کر نیند کی گہری کھائیوں میں گم تھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا دونوں اگر کسی پریشانی یا تکلیف میں ہوتے تو کوئی ایک اس سے بے پروا ہو کر سو نہیں پاتا تھا۔

لیکن آج یہ دن بھی آنا تھا کہ رابن بہن کے کرب و اذیت سے انجان نیند کے مزے لے رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی یہ حرکت اس کی بہن کو کتنی اذیت دے رہی ہے کیسے کرب میں مبتلا کر رہی ہے اسے صرف اپنی نیند کی پروا تھی اتنا خودغرض وہ کبھی نہیں ہوا تھا آج نہ جانے کیوں ہو گیا تھا۔

وینیسا ہچکیوں میں رونے لگی۔ مسٹر ویٹو کی حالت بھی وینیسا سے کچھ خاص مختلف نہیں تھی آج انہیں شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ ان کا کوئی بیٹا تھا جسے ہمیشہ انہوں نے نظر انداز کیا تھا۔ جس کا بولنا انہیں ہمیشہ سے زہر لگتا تھا آج جو وہ چپ تھا تو اس وقت شدید خواہش تھی کہ وہ اٹھے اور ان سے کچھ کہے، انہیں ڈیڈ کہہ کر ان سے لپٹ جائے اگر ایسا نہیں تو انہیں جھڑک ہی دے انہیں برا بھلا کہہ دے، کچھ تو بولے وہ اس بہانے۔ مگر وہ ڈھیٹ بن کر سو رہا تھا ہر چیز سے منہ موڑ کر۔ آج وہ اپنے گناہوں کے بوجھ تلے آ دبے تھے۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا گویا ان کا بیٹا ان کے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہے۔ اس وقت وہ خاموشی کی زبان میں اپنے رب سے مخاطب تھے کہ اگر انہوں نے اپنی اب تک کی زندگی میں کوئی ایک بھی نیکی کی ہے تو اس کے صدقے وہ ان کے بیٹے کو پہلے کی طرح صحت و تندرست و توانا کر دے یا پھر ان کی جان لے لے مگر ان کے بیٹے کو کچھ نہ ہونے دیا جائے۔ مسٹر ویٹو کو تو یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ آخری بار کب روئے تھے۔ آج بیٹے کی حالتِ زار کو دیکھ کر جو آنسو آئے تھے تو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے پتھر دل نرم ہوتا جا رہا

تھا۔

وینیسا کو اپنا ہوش نہیں تھا۔ تو وہ باپ پر کیسے دھیان دیتی۔ ہاں البتہ وہ انہیں اگر اس وقت یوں روتا ہوا دیکھ لیتی تو غالباً اپنا غم بھول جاتی اور لحظہ بھر کے لئے حیرت کے بوجھ تلے دب جاتی مگر وہ ہر چیز سے بے نیاز زار زار رو رہی تھی۔

''جاؤ اور جنیلا کو لے کر آؤ۔ رابن کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے یہ طاقت کی دوائیں اس پر کوئی اثر نہیں کر سکیں گی۔ ایک وہی ہے جو رابن کو اب بچا سکتی ہے اسے فون کرو اور میری بات کراؤ میں معذرت کروں گا اس سے جو کہے گی کروں گا اس کے پیروں پر بھی گر کر اسے منا لوں گا تم بس اسے فون کرو اور یہاں لانے کی تیاری کرو۔''

وینیسا ویران ویران آنکھوں کے ساتھ اپنے باپ کو دیکھتی رہی غالباً اس کے باپ کے الفاظ اس کے ذہن سے مطابقت نہیں رکھتے تھے وہ جو کہہ رہے تھے وینیسا کے لئے واقعی باعثِ حیرت تھا۔

''جلدی کرو ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔'' مسٹر ویٹو نے سرزنش کی تو وینیسا یوں ہڑ بڑائی گویا نیند سے بیدار ہوئی ہو۔ اس نے جلدی سے موبائل اٹھا کر جنیلا کا نمبر ڈائل کیا مگر وہ بدستور بند جا رہا تھا۔ وینیسا رونے لگی۔

''اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا ہے میں بہت دفعہ پہلے بھی ٹرائی کر چکی ہوں۔''

''اس کا ایڈریس معلوم ہے؟'' مسٹر ویٹو نے پریشانی سے پوچھا۔

جنیلا کا نمبر بند جانا کسی طور ان کے حق میں بہتر نہیں تھا۔

''نہیں'' وینیسا نے روتے ہوئے انکار میں سر ہلایا۔

''تو تمہیں وہ ملی کہاں تھی؟'' مسٹر ویٹو کی پریشانی اور فکر آسمان چھونے لگی تھی۔

''فادر گریگوری مقامی چرچ کے پادری ہیں پہلی مرتبہ انہوں نے ہی ہمیں اس کا نمبر دیا تھا انہی کے توسط سے ہمارا رابطہ اس سے بحال ہوا تھا ورنہ اس سے پہلے ہم اسے نہیں جانتے تھے۔ انہی سے ایک دفعہ اس کے گھر کا ایڈریس لے کر میں وہاں تک کا سفر کر چکی

ہوں مگر اس کے گھر پر تالا پڑا تھا۔ یقیناً وہ کسی مریض کو دیکھنے کے لئے گئی ہوگی۔'' وینیسا کہہ کر شدتِ غم سے اور زور سے رونے لگی۔

مسٹر ویٹو اب اپنی گزشتہ حرکت پر نہایت دکھی اور پشیمان تھے۔ اگر انہوں نے جنیلا سے بدتمیزی نہ کی ہوتی تو آج رابن کی یہ حالت نہ ہوتی۔ رابن کی موجودہ حالت کے ذمہ دار وہ خود کو گردان رہے تھے۔ کاش انہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا کاش انہوں نے اپنے بچوں کی باتیں دھیان سے سنی ہوتیں مگر اب پچھتائے کیا ہوت والا معاملہ رہ گیا تھا۔

مایوسی چاروں طرف سے منہ کھولے بیٹھی تھی۔ ان کے پاس تسلی کے سوا کوئی الفاظ نہیں تھے نہ ہی ان کا ذہن فی الوقت انہیں کوئی صحیح مشورہ دے رہا تھا سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں گویا مفلوج ہو گئی تھیں۔

وینیسا کو بری طرح روتے دیکھ کر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا سر اپنے کاندھے سے لگا لیا۔ وینیسا کو اس وقت کسی ایسے ہی کندھے کی ضرورت تھی جس پر سر رکھ کر وہ بے تحاشہ رو دے اور دل کا غبار نکل جائے۔ اب جو اسے کندھا میسر آیا تھا وہ کسی اور کا نہیں اس کے اپنے باپ کا تھا جو خود بیٹے کی حالت پر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا۔ ایک عرصے بعد باپ کے سینے سے لگی تو اس کا ضبط بھی جواب دے گیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''فکر مت کرو ہمارا رابن جلد ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے جنیلا کے گھر کا ایڈریس دو میں خود پتہ کر کے آتا ہوں اس دفعہ بھی اگر وہ نہ ملی تو میں اس جیسے کسی دوسرے شخص کو ڈھونڈنے کی کوشش کروں گا۔'' مسٹر ویٹو نے ایک آس اور امید بھرے لہجے میں کہا۔

O......❖......O

اتنے بڑے وسیع و عریض شان و شوکت سے بھرپور چرچ کی یہ خستہ حالت اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ نہ جانے کس طرح اتنا بڑا خوبصورت و مضبوط چرچ کھنڈر میں بدل گیا تھا۔ نہ جانے اس کو اس حال میں پہنچانے والے کون تھے۔ چرچ کے کونے کونے سے وحشت برس رہی تھی عبادت گاہ جیسی مقدس جگہ کی بجائے یہ کوئی بھوتوں کا مسکن لگتا

تھا۔اس کی آنکھوں میں سمندر کی گہرائی سی حیرت بھری ہوئی تھی وہ نہایت سہمی اور ہراساں نگاہوں سے چرچ کی اس حالتِ زار پر افسردہ تھی۔ پورا چرچ اپنی اس خستگی پر ماتم کناں تھا وہ یہاں سے باہر نکلنے کا ارادہ رکھتی ہی تھی کہ دفعتاً اس کے قدم اپنے سامنے سرخ لبادے میں ملبوس ایک راہب کو دیکھ کر جم گئے اور آنکھیں باہر ابلنے کے قریب ہو گئیں۔

وہ راہب نہ جانے کہاں سے آن وارد ہوا تھا وہ سرتا پیر سرخ لبادے میں ملبوس تھا۔ جس کا چھجا اس نے سر پر جما رکھا تھا اور جس کی وجہ سے اس کا آدھا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔اس کا سر خفیف سا خم تھا۔اور محض اس کے سرخ لب عیاں تھے وہ پیٹ پر ہاتھ باندھے اسی کی جانب متوجہ تھا۔

اس نے گہری سانس لے کر اسے مخاطب کیا۔ ”ہیلو؟“

وہ راہب اپنی جگہ اکڑ کر کھڑا رہا ٹس سے مس نہ ہوا نہ ہی اس کے وجود میں ذرا سی بھی جنبش ہوئی۔

وہ ایک بار پھر بولی...... ”ہیلو......آپ کون ہیں؟“

اس بار راہب نے اپنا چھجا الٹ دیا اور اس کا چہرہ واضح ہو گیا جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

”رابن؟“ فرطِ حیرت سے وہ اتنا ہی کہہ سکی۔

اس کے سامنے سرخ لباس میں ایستادہ وہ راہب کوئی اور نہیں رابن تھا۔

”رابن تم یہاں؟“ وہ سرسراہٹ بھرے لہجے میں بولی۔

”سسٹر میری مدد کرو مجھے بچا لو۔“ رابن کا لہجہ سپاٹ مگر اس کی آواز میں ایک درد تھا ایک کرب تھا جو پوشیدہ ہونے کے باوجود اس سے چھپ نہ سکا۔

اسی لمحے رابن کی گردن کے پیچھے سے دو نسوانی ہاتھ نکلے جو اس کے لباس کے اندر سے ہی چشم زدن میں اسے لے کر کہیں غائب ہو گئے اور پیچھے ہوا میں جھولتا محض لباس رہ گیا۔

جنیلا کے حلق سے دلخراش چیخ بلند ہوئی اور وہ نیند سے بیدار ہوگئی۔اس نے جلدی سے بیڈ پر بیٹھے بیٹھے ہی دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر لگے بٹنوں پر ہاتھ مارے جس کے ساتھ ہی کمرے کی لائٹس آن ہوگئیں۔اس کی سانسیں دھونکنی کی مانند چل رہی تھیں وہ بری طرح پسینے میں شرابور تھی۔اس کا جسم سرتاپیر کسی خزاں رسیدہ پتے کی طرح لرز رہا تھا۔اس نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی کے جگ میں سے پانی کا گلاس بھرا اور ایک ہی سانس میں غٹاغٹ اسے حلق سے نیچے اتار لے گئی۔گلاس اس نے واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں اس کی سانسیں ہموار ہوچکی تھیں۔آہستہ آہستہ حالت سنبھلی تو وہ اپنے خواب کے متعلق سوچنے لگی۔جب سے وہ رابن اور وینیسا کو چھوڑ کر آئی تھی۔تب سے وہ خوش نہیں تھی بے چین اور مضطرب تھی۔جیسے کچھ غلط کر آئی ہو یا پھر کچھ برا ہونے والا ہو۔کئی مرتبہ اس کے دل میں سمائی کہ وہ واپس چلی جائے مگر ہر بار اس کی اَنا آڑے آجاتی تاہم آج کے اس عجیب وغریب خواب نے اسے لرزا کر رکھ دیا تھا اور وہ ایک بار پھر سنجیدگی سے واپسی کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

ایسے خواب کا آنا یقیناً کسی طوفان کا پیش خیمہ تھا اور اسے اب یقین ہو چلا تھا کہ رابن واقعی کسی بڑی مصیبت میں ہے۔

وہ ایک روحانی معالج تھی۔اسے اس طرح کے خواب عموماً تب ہی آتے تھے جب کسی معاملے میں اس کی رہنمائی کی جانی ہو۔آج سے پہلے اس طرح کا خواب اسے کبھی نہیں آیا تھا۔اور تو اور رابن نے خود آکر اس سے مدد کی درخواست کی تھی اور اس نے اپنی آنکھوں سے وہ دو ہاتھ رابن کی گردن کے گرد دیکھے تھے۔جنیلا جھرجھری لے کر رہ گئی۔اس کے پورے بدن میں ہلکا ہلکا لرزہ طاری تھا۔

اس وقت وہ اپنے گھر سے دور دوسرے شہر میں مریض کو دیکھنے کے سلسلے میں آئی تھی اور ہوٹل میں ٹھہری ہوئی تھی۔اس بھیانک خواب نے اس سے اس کی نیند بھی چھین لی تھی اور چین بھی۔اس نے کئی بار وینیسا کو فون ملایا مگر ایک بار بھی اس کا فون نہیں لگا شاید

یہاں سگنلز کی کمی تھی۔ اس نے سونے کا ارادہ ترک کیا اور جلدی سے اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

وہ جلد از جلد وینیسا اور رابن کے پاس پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کی بے چینی اور اضطراب بڑھتا ہی جا رہا تھا وہ رابن کی طرف سے حد درجہ فکر مند ہو چکی تھی۔ رات کے تین بج رہے تھے مگر اس نے کسی بھی چیز کی پروا نہ کی اور واپسی کے لئے تیار ہونے لگی۔

O......❖......O

وہ خواب گاہ کسی بادشاہ کی خوابگاہ جیسی تھی۔ جس کا ماحول بڑا خوابناک تھا بند دریچوں پر مرمریں پردے تنے ہوئے تھے۔ کافوری شمعوں کی مدھم روشنی میں کمرے میں مہکتا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت ریشم کے باریک لباس میں اس کے سامنے ایستادہ تھی۔ جس میں اس کے بدن کے گورے چٹے اعضا قیامت خیز منظر پیش کر رہے تھے۔ وہ سر تا پیر ایک قیامت تھی۔ سراپا حسن تھی اور اپنی ذات میں بے مثال تھی۔ اس کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور چہرے پر کسی ملکہ جیسا وقار، دبدبہ اور تمکنت تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے ریشمی نرم و ملائم بدن سے وہ باریک لباس اتار پھینکا، اس کے حسن کی تجلیوں سے خوابگاہ بقعہ نور بن گئی۔ وہ شاہانہ انداز سے چلتی ہوئی اس کے قریب چلی آئی۔ وہ پہلے سے بستر پر دراز محو خواب تھا اس نے فاتحانہ مسکراتے ہوئے اپنے سرخ لب اس کے گلابی ہونٹوں پر ثبت کر دیئے۔

O......❖......O

وینیسا اپنے گلے میں لٹکے اس لاکٹ کو دیکھ رہی تھی۔ جو رابن نے نہایت محبت سے اس کے لیے بنایا تھا اور اس نے کہا تھا کہ جب کبھی بھی وہ ایک دوسرے سے دور ہوں گے یہ لاکٹ انہیں ہمیشہ ایک دوسرے کے قریب رکھے گا۔ آج رابن اس کے پاس ہو کر بھی اس کے ساتھ نہ تھا۔ وہ اس سے کچھ نہیں کہتا تھا اور ایسی صورت میں یہ لاکٹ اسے بہت سہارا دے رہا تھا۔

پچھلے اڑتالیس گھنٹوں سے رابن ہوش میں نہیں آیا تھا وہ ایسے ہی تھا گویا کومہ میں جا چکا ہو۔ یکلخت اسے نیند میں کئی جھٹکے لگے جیسے نیند میں ڈر گیا ہو۔ وینیسا نے فوراً سے پہلے اس کے ہاتھوں کو سہلایا اور سینے پر تھپکیاں دیں۔ چند لمحوں بعد وہ پہلے کی طرح پُرسکون ہو گیا۔

مسٹر ویٹو اپنے طور پر جنیلا جیسے کسی شخص کو ڈھونڈنے میں مصروف تھے۔ جو رابن کو اس مشکل سے آزاد کروا سکے۔ انہوں نے اپنے کسی جاننے والے کو بھی جنیلا کے پتے پر بھیجا تھا مگر اس نے یہی اطلاع دی تھی کہ وہ گھر پر نہیں ہے۔ خود وہ ایمرجنسی کی صورت کو مدِنظر رکھتے ہوئے گھر پر ہی رکے ہوئے تھے مگر ایک منٹ چین وسکون سے نہ بیٹھے تھے۔ اس وقت بھی وہ باہر کسی سے فون پر بات کر رہے تھے۔ جسے وہ چیخ چیخ کر ہدایت کر رہے تھے کہ انہیں کسی اچھے روحانی معالج کا پتہ بتایا جائے۔

ان کی آواز وینیسا کو اندر کمرے تک سنائی دے رہی تھی۔ جو رابن کے سرہانے بیٹھی لاکٹ کو گھور رہی تھی۔ مسٹر ویٹو میں یہ تبدیلی اس کے لیے نہایت حیران کن تھی۔ مگر وہ خوش تھی کہ دیر سے سہی مگر ان کے باپ کو کم از کم رابن کی تکلیف کا احساس تو ہو گیا تھا۔ ورنہ وہ تو یہی سمجھی تھی کہ ان کا باپ جس مزاج کا آدمی ہے وہ ڈاکٹر کی باتوں کو سچ سمجھ سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ انہیں رابن کے کردار پر مکمل اعتماد تھا اور واثق یقین تھا کہ ان کے دونوں بچے یقیناً ایسا کوئی کام نہیں کر سکتے جو ان کے لیے ندامت کا باعث بنے اور پھر غالباً انہوں نے جنیلا کی تمام باتیں بغور سنی تھیں جن کی روشنی میں ہی وہ یہ احساس کر سکے تھے کہ کیا صحیح کیا غلط۔ رابن کی بیماری کے بہانے ہی سہی اس شخص کو باپ کے فرائض نظر آ گئے تھے۔

کم از کم اب وہ اکیلی نہیں رہی تھی اس کے ساتھ بھاگ دوڑ کرنے والا ایک اور شخص آ موجود ہوا تھا جو اس کا باپ تھا۔

اسی اثناء میں گھر کی ڈور بیل بجی مسٹر ویٹو فون پر بات کر چکے تھے۔ انہوں نے آگے

بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک لمحہ کے لئے نو وارد کو دیکھ کر ساکت رہ گئے۔

آنے والی جنیلا تھی جو کندھے پر بیگ لٹکائے خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

''آپ؟'' مسٹر ویٹو حیرت و بے یقینی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ وہ جنیلا کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے تھے ایسے میں اس کی اچانک آمد ان کے لیے غیر متوقع تھی۔

''مجھے وینیسا سے ملنا ہے رابن ٹھیک تو ہے۔'' جنیلا بے تابی سے کہتی ہوئی مسٹر ویٹو کو ایک طرف کرتی ہوئی بے دھڑک گھر کے اندر چلی آئی اور آتے ہی بلند آواز میں بولی۔

''وینیسا!''

کمرے میں بیٹھی وینیسا کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اس کے پورے بدن میں تھر تھری سی دوڑ گئی وہ اس آواز کو بہ خوبی پہچانتی تھی وہ عالم حیرت میں جلدی سے اٹھی اور پھرتی سے کمرے سے باہر کو لپکی۔ اس نے جو جنیلا کو گھر کے ہال میں دیکھا تو ایک لمحہ کے لئے اپنی جگہ جم کر رہ گئی۔ جنیلا بھی اسے دیکھ چکی تھی اور اپنی جگہ ساکت کھڑی فکر مندی سے اس کے چہرے کو گھور رہی تھی۔

اسے جنیلا کے یوں چلے آنے کی قطعی کوئی امید نہیں تھی وہ تو ہر آس ہر سہارا جیسے کھو بیٹھی تھی۔ اب جو جنیلا سامنے نظر آئی تو وہ دوڑ کر اس سے جا لپٹی اور ضبط کے سارے بندھن ایک بار پھر ٹوٹ گئے۔ وہ بری طرح جنیلا کے گلے لگ کر سسکنے لگی۔ جنیلا اسے یوں بری طرح روتا دیکھ کر بے حد پریشان ہو اٹھی۔ اس کی فکر اور گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''وینیسا کیا بات ہے ایسے کیوں رو رہی ہو مجھے بتاؤ رابن ٹھیک تو ہے ناں؟'' جنیلا کا دل اوپر نیچے ڈول رہا تھا۔

مسٹر ویٹو خاموشی سے ایک طرف کھڑے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔

''کہاں چلی گئی تھی تم ہمیں چھوڑ کے مجھے تم سے یہ امید بالکل نہیں تھی تم تو ہماری ہر امید تھی۔'' وینیسا روتے ہوئے جنیلا کے دونوں کندھوں کو زور زور سے جھنجھوڑ رہی تھی۔

''کیا مطلب ہے کیا ہوا رابن کو وہ ٹھیک تو ہے ناں؟'' جنیلا حیرت و پریشانی سے تقریباً چیخی۔

''نہیں ہے ٹھیک وہ...... جا کر دیکھو اسے تمہاری وجہ سے اور ان کی وجہ سے کیا حالت ہو گئی ہے میرے بھائی کی۔'' وینیسا نے روتے ہوئے نفرت سے اپنے باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ انہوں نے پشیمانی سے اپنی نظریں جھکا لیں۔

جنیلا پھرتی سے اس کمرے کی جانب لپکی جدھر سے وینیسا باہر آئی تھی۔ وہ کمرے میں پہنچی تو دیکھا کہ رابن بستر پر سیدھا لیٹا دنیا و مافیہا سے بے خبر گہری نیند سو رہا تھا۔ جنیلا باآہستگی چلتی ہوئی اس کے بیڈ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور رابن کے پُرسکون سوتے ہوئے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی۔ تھوڑے دن پہلے جب وہ رابن کو چھوڑ گئی تھی وہ ایسا بالکل نہیں تھا وہ تو ایک اسمارٹ صحت مند نوجوان تھا۔ لیکن اب ان چار، پانچ دنوں میں وہ گویا کسی موذی مرض کا مریض نظر آ رہا تھا۔ جو اسے اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ گیا تھا۔

رابن کی موجودہ حالت دیکھ کر جنیلا کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ اپنے کسی مریض کا علاج کرتے ہوئے جنیلا کی اپنی یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی مگر رابن کا معاملہ الگ تھا۔ اس نے اسے چھوٹا بھائی کہا تھا مگر یہ کیسی اَنا تھی جو بہن بھائیوں کے لئے اپنی توہین برداشت نہ کر سکی تھی اور وہ چلتی بنی تھی۔ نتیجے میں رابن کی یہ حالت ہو گئی تھی اگر اس دن وہ نہ جاتی بے عزتی برداشت کر لیتی تو شاید رابن کی یہ حالت نہ ہوتی جو اس وقت نظر آ رہی تھی۔

وینیسا کا کہنا ٹھیک ہی تھا اس میں اس کا قصور تھا مگر اس کی اپنی نظر میں سارا قصور ہی

اس کا اپنا تھا مسٹر ویٹو کا نہیں۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور انسان تھا۔ مگر وہ تو نہیں وہ تو ان کی مدد کرنے آئی تھی۔ مگر یہ کیا کر گئی تھی۔ موٹے موٹے آنسو جنیلا کی آنکھوں سے رواں تھے وہ رابن کے پاس بیٹھ گئی۔

''دیکھ لی تم نے میرے معصوم بھائی کی حالت کیا قصور تھا اس کا جو تم دونوں نے مل کر اسے یہ سزا دی وہ تو بے چارہ بلاوجہ ہی اس حال کو پہنچ گیا ناں۔'' وینیسا سسکتے ہوئے بولی۔

وہ کب جنیلا کے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی جنیلا کو اس کا احساس ہی نہ ہوا تھا۔ وہ رابن کی تکلیف دیکھ کر سب بھول گئی تھی۔ رابن کا پژمردہ اور نحیف و نزار چہرہ دیکھ کر اس کا سینہ غم سے شق ہو چکا تھا۔ گویا اس نے خواب میں جو دیکھا تھا وہ سچ ثابت ہوا تھا۔

''سچ ہے خون کے رشتے خون کے ہی ہوتے ہیں۔ باقی کے سب رشتے ہیچ ہیں۔'' وینیسا زہر خند لہجے میں طنزیہ بولی۔

جنیلا چپ چاپ طنز کے نشتر سہتی رہی اس میں بولنے کی سکت نہیں تھی۔ یوں بھی وینیسا جو کہہ رہی تھی سچ ہی کہہ رہی تھی اس کی وجہ سے یہ سب ہوا تھا۔ اگر وہ نہ جاتی تو رابن صحیح سلامت ہوتا۔ سب قصور اسی کا تھا لہٰذا وہ دھیمے سے روتی رہی۔

''دیکھ رہی ہو تم پچھلے اڑتالیس گھنٹوں سے ہوش میں نہیں آیا کومہ کی کیفیت اختیار کر لی ہے۔ اتنا کمزور ہو گیا ہے ڈاکٹروں کے پاس سوائے طاقت کی گولیاں دینے کے اور کوئی علاج نہیں۔ کس چیز کی سزا دی ہے تم دونوں نے اسے۔ میرا یہی شکوہ اپنے رب اور یسوع مسیح سے ہے کہ وہ کن گناہوں کی سزا میرے معصوم بھائی کو دے رہا ہے۔'' وینیسا کا لہجہ جنونی اور ہذیانی تھا۔

جنیلا نے پیچھے مڑ کر اشک بار نگاہوں سے وینیسا کی جانب دیکھا۔

''خدا اپنے پیارے بندوں کو کبھی کبھی آزماتا ہے اور وہ اپنے بندوں کا جب امتحان لیتا ہے تو ان پر اسی قدر بوجھ لادتا ہے جس قدر ان میں برداشت کی سکت ہوتی ہے۔ اور یہ

بھی حقیقت ہے کہ مجھے اور تمہیں برداشت کی طاقت بھی میرا رب ہی دیتا ہے۔ میرا ایمان کہتا ہے کہ یہ گناہوں کی سزا نہیں ہے بلکہ گزشتہ یا آنے والی زندگی کے گناہوں کی معافی ہے۔'' جنیلا نے کچھ اس عقیدت سے کہا کہ وینیسا اسے دیکھتی رہی گئی۔

مسٹر ویٹو کمرے کے دروازے پر کھڑے دونوں کی گفتگو خاموشی سے سن رہے تھے۔

''اب کیا سوچ کر واپس آئی ہو۔ جب چلی ہی گئی تھی تو واپس بھی نہیں آنا تھا تمہارا نمبر بھی مسلسل بند تھا خود بھی تم گھر پر موجود نہیں تھی۔'' وینیسا ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی۔''اب کیا فائدہ؟''

''فائدہ ہے اسی لیے تو واپس آئی ہوں رابن زندہ ہے اور اسے میری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ شاید میں واپس نہ آتی اگر مجھے وہ خواب دکھائی نہ دیتا۔'' خواب کے بارے میں سوچ کر جنیلا سہم سی گئی۔

''خواب کیسا خواب؟'' وینیسا نے نظریں سکیڑ کر کہا۔

''تم نہیں سمجھو گی۔ جب بھی خدا نے اپنے کسی بندے کی مدد میرے ذریعے کروانی ہوتی ہے تو مجھے ایک خواب دکھائی دیتا ہے جس سے مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون شخص مصیبت میں ہے کسے میری مدد کی ضرورت ہے اس طرح میری رہنمائی بھی ہو جاتی ہے۔ گزشتہ شب میں نے رابن کو خواب میں دیکھا اس لیے آناً فاناً چلی آئی۔'' جنیلا کہہ کر خاموش ہوئی تو کمرے میں گھمبیر سناٹا طاری ہو گیا۔

''وہ Sccubus مسلسل رابن کے ساتھ اپنی جنسی بھوک مٹا رہی ہے۔ اور اس سے پہلے کہ اس کا یہ گندہ فعل رابن کی جان لے لے ہمیں اس سے رابن کو آزاد کروانا ہے۔ رابن اس کی قید میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہوش میں نہیں آ پا رہا ہمیں اس کی روح واپس اس کے جسم میں لانی ہے۔'' جنیلا نے کہہ کر توقف کیا۔

مسٹر ویٹو اور وینیسا ہمہ تن گوش تھے۔ دونوں نے ہراساں نگاہوں سے رابن کو دیکھا جو نیند کی نہ جانے کون سی وادیوں میں تھا۔ دونوں کے ذہنوں میں ایک ہی بات گردش کر

رہی تھی کہ اس وقت رابن کی روح اس کے جسم میں نہیں ہے۔

''غلطی میں نے کی ہے میں مانتی ہوں مگر یہ غلطی بھی اب میں ہی سدھاروں گی۔''

جنیلا کے لہجے میں چٹانوں کی سی مضبوطی اور عزم تھا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور مسٹر ویٹو اور وینیسا کو دیکھتے ہوئے بولی۔''میں اپنے بھائی کو اس خبیث Succubus سے نجات دلاؤں گی اور اس کے لئے مجھے آپ دونوں کی مدد درکار ہے۔''

''میں نے زندگی میں اپنے بچوں کو دکھوں کے سوا کچھ نہیں دیا اگر آج میری کسی مدد کے عوض میرے بیٹے کی جان بچ سکتی ہے تو میں اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔''مسٹر ویٹو نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

ان کے لہجے کی سچائی اور الفاظ میں خلوص جذبات کی تاثیر کو محسوس کر کے وینیسا انہیں بے پناہ حیرت سے جب کہ جنیلا ممنون نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

O......❖......O

وہ تینوں گول دائرے کی صورت میں کرسیوں پر براجمان تھے۔رابن کو بھی انہوں نے کرسی پر بٹھایا ہوا تھا۔جس کی گردن بے ہوشی کی وجہ سے ایک جانب کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ باہر اچھا خاصا دن چڑھا ہوا تھا مگر انہوں نے کمرے میں اندھیرا کرنے کی غرض سے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر رکھی تھیں کھڑکیوں کے اوپر دبیز پردے ڈال کر سورج کی روشنی کو اندر آنے سے روکا گیا تھا۔کمرے میں صرف ایک موم بتی تھی جس کی جلتی لَو کمرے میں روشنی کرنے میں ناکام تھی۔تینوں نے مضبوطی سے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام لیے۔جنیلا اور وینیسا نے ایک ایک ہاتھ رابن کا تھام لیا۔

''آپ دونوں سمجھ گئے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔میں پہلے ہی وہ جگہ خواب میں دیکھ چکی ہوں جہاں اس نے رابن کو قید رکھا ہے۔وینیسا تمہیں وہاں جا کر رابن کو آزاد کروانا ہوگا وہ رابن کی روح اپنے قبضے میں لیے بیٹھی ہے۔جس کے ساتھ وہ اپنی ہوس پوری کر رہی ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ رابن اس قدر کمزور ہو چکا ہے کہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس نہیں آ پا رہی کیونکہ وہ اس کے شکنجے میں ہے تمہیں وہاں جا کر رابن کو لے کر آنا ہے۔ میری مدد کی ضرورت پیش آئی تو میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گی مگر فی الحال تم اکیلی جاؤ. تمہیں وہاں پہنچانا میرا کام ہے۔مجھے امید ہے تم یہ سب کر لو گی۔'' جنیلا نے تفصیلاً سمجھاتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے بھائی کے لئے کچھ بھی کروں گی۔'' وینیسا نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے۔'' جنیلا نے تعریفی لہجے میں کہا۔

''وینیسا کیوں...... مجھے لے کر جاؤ وہاں میں اپنی جان داؤ پر لگانے کو تیار ہوں۔ وینیسا کی نہیں۔'' مسٹر ویٹو فکر مندی سے بولے۔

''آپ فکر نہ کریں وینیسا یہ سب کر لے گی میں بھی تو ہوں اس کے ساتھ اور پھر رابن نے اپنے خوابوں کی تمام تر تفصیل وینیسا کو بتا رکھی ہے لہٰذا وینیسا کا رابن کو ڈھونڈنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔'' جنیلا نے کہا تو مسٹر ویٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے تو آپ دونوں تیار ہیں اس کے لئے۔'' جنیلا نے دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وینیسا تم؟'' جنیلا نے خاص کر وینیسا کو مخاطب کیا کیونکہ اس کے کندھوں پر بھاری ذمہ داری پڑنے والی تھی۔ وینیسا نے بہ مشکل مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ تینوں نے گہری سانس کھینچی اور ایک شدید مشکل اور خوفناک عمل کے لئے خود کو ذہنی طور پر تیار کیا۔

''ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیں دھیان رہے چھوڑیئے گا نہیں اور اپنی آنکھیں بند کر لیجئے۔'' جنیلا نے گویا حکم صادر کیا۔ ''جب تک میں نہ کہوں آنکھیں مت کھولنا۔''

وینیسا اور مسٹر ویٹو نے حکم کی تعمیل کی۔ جنیلا نے بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر زیر لب کچھ بدبدانے لگی۔ وینیسا آنکھیں بند کیے جنیلا کے حکم کی منتظر تھی۔ اس کے لیے یہ سب بہت عجیب اور نیا تھا وہ پہلی دفعہ اس طرح کے مرحلے سے گزر رہی تھی۔

ایک منٹ گزرا دوسرا منٹ گزرا پھر تین منٹ بعد معاً وینیسا کی سماعتوں سے جنیلا کی آواز ٹکرائی۔'' وینیسا اپنی آنکھیں کھولو۔''

جنیلا کی آواز اسے کسی گہرے کنویں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی، حکم ملتے ہی وینیسا

نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھول دیں مگر یہ کیا وہ اسی کمرے میں موجود تھی جہاں وہ تینوں عمل کے لئے آئے تھے۔ سب کچھ ٹھیک ٹھاک اور ویسا ہی تھا۔ کچھ بھی غیر معمولی نہیں تھا۔ اس کے سامنے جنیلا اور مسٹر ویٹو آنکھیں بند کیے براجمان تھے۔ اس نے حیرانی سے کمرے کی دیواروں کو دیکھا سب کچھ عام اور نارمل تھا۔ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا رخ کمرے سے باہر جانے والے دروازے کی جانب تھا۔

جونہی اس نے پیچھے پلٹ کر جنیلا اور مسٹر ویٹو کو دیکھا تو اپنی جگہ انگشت بہ دنداں رہ گئی۔ ان دونوں کے بیچ وینیسا بھی موجود تھی۔ اور وہ تینوں آنکھیں بند کیے ایک ہی پوزیشن میں براجمان تھے۔ رابن بھی کرسی پر الٹا سیدھا پڑا ہوا تھا اپنی آنکھوں سے خود کو یوں سامنے دیکھ کر وینیسا کے حواس ایک لمحے کے لئے باختہ ہوگئے۔ مگر جلد ہی وہ سنبھل گئی اور اسے احساس ہوگیا کہ اس کی روح اس کے بدن کا ساتھ چھوڑ چکی ہے اور اس کا مادی جسم جوں کا توں وہیں موجود ہے۔

یکا یک کہیں دور سے آتی ہوئی جنیلا کی آواز وینیسا کی سماعتوں پر پڑی۔ ''وینیسا گھر سے باہر چلی جاؤ۔ سامنے ہی تمہیں وہ قدیم چرچ نظر آئے گا۔'' یہ آواز سنتے ہی وینیسا نے حیرت سے جنیلا کو دیکھا جو بدستور اپنی جگہ ساکت و جامد تھی۔ اس کے بدن میں ذرا سی بھی کوئی حرکت نہیں تھی۔ نہ ہی اس نے بولنے کے لئے لب کھولے تھے وہ وینیسا کے دماغ میں بول رہی تھی۔

''میری آواز تمہاری رہنمائی کرتی جائے گی اب آگے بڑھو۔'' جنیلا کی آواز ایک بار پھر اس کے کانوں میں گونجی۔

وینیسا نے پھیپھڑوں میں گہری سانس بھری اور کمرے کا دروازہ کھول کر گھر کے صدر دروازے کا رخ کیا۔ اگلے ہی لمحے وہ گھر سے باہر تھی مگر اس کے سامنے رہائشی علاقہ ہونے کی بجائے ایک ویران، سنسان اور بیابان میدان تھا۔ چاروں طرف فضا میں گرد کے مرغولے اُڑ رہے تھے۔ وینیسا حیرت و بے یقینی کے عالم میں یہ بدلتا منظر دیکھنے میں محو

تھی۔اس کی محویت تب ٹوٹی جب اس کے کانوں میں جنیلا کی آواز ابھری۔"سیدھی چلتی جاؤ۔"

اس حکم کے ملتے ہی وہ سہمی سہمی آگے ہی آگے بڑھنے لگی۔گرد اور مٹی سے بھرا یہ علاقہ گویا کسی ویران وسنسان بستی کا سا منظر پیش کر رہا تھا جس کے باسی گویا یہاں سے کوچ کر گئے تھے۔کسی نازل ہونے والی آفت کے ڈر سے۔خالی میدان ختم ہو چکا تھا۔اب ہر طرف جا بجا کھنڈر نما گھر تھے۔پوری بستی شہر خموشاں بنی ہوئی تھی۔سورج سوا نیزے پر چمک رہا تھا۔چلچلاتی دھوپ کی کرنیں سوئیوں کی مانند جسم میں چبھ رہی تھیں۔

وینیسا ہر چیز سے بے نیاز حیران نگاہوں سے یہ سب دیکھتی ہوئی ناک کی سیدھ میں چلتی رہی اس کے قدم تب رکے جب اس نے دور ہی سے کوئی عمارت دیکھی جو مکمل کھنڈرات میں بدل چکی تھی مگر اس کی مضبوطی،شان وشوکت اور خوبصورتی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔وینیسا چلتی ہوئی عمارت کے قریب آئی اور لمحے بھر کو عمارت کی خوبصورتی میں کھو گئی اس کے اور عمارت کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ایسی عالیشان عمارت اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی جو کسی تاریخی عمارت کے جیسی دکھتی تھی۔عمارت کو دیکھتے ہوئے اسے بنانے والے کی مہارت اور سوجھ بوجھ کا اندازہ ہوتا تھا۔تپتی دھوپ وینیسا کو جھلسائے دے رہی تھی مگر وہ ہر چیز سے بے نیاز اس شاہکار عمارت میں کھوئی ہوئی تھی۔

"وینیسا یہی وہ قدیم چرچ ہے۔"جنیلا کی آواز نے گویا وینیسا کو سوواٹ کا کرنٹ لگا دیا۔وہ اس بری طرح چونکی گویا اس نے کسی ننگی تار کو چھولیا ہو۔اس نے دوبارہ جو عمارت پر نظر ڈالی تو اسے احساس ہوا کہ وہ واقعی کوئی عمارت نہیں۔

بلکہ ایک چرچ تھا وہ بھی قدیم۔ایسا پُرشکوہ چرچ یقیناً کسی زمانے میں عبادت کے پیروکاروں کی سب سے قابلِ دید اور بڑی خانقاہ ہی ہوگی مگر نہ جانے کس مجبوری کے تحت لوگ ایسی عبادت گاہ کو ویران کر گئے تھے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس قدر وسیع و عریض چرچ فن تعمیر کے لحاظ سے ایک عجوبہ قرار دیئے جانے کے لائق تھا۔

وینیسا کو حد درجہ حیرت تھی کہ وہ Succubus ایسے قدیم چرچ میں بسیرا کیے ہوئے تھی۔ خالی عمارتیں یوں بھی آسیب زدہ ہوا کرتی ہیں پھر چاہے وہ کوئی عام عمارت ہو یا ایسا کوئی چرچ۔

پورے چرچ میں عجیب وحشت سی برس رہی تھی۔ سخت دوپہر میں بھی چرچ کی دبیز خاموشی دل کی دھڑکنیں تیز کر رہی تھی۔ وینیسا وہاں کھڑی کھڑی سر تا پیر پسینے میں شرابور ہو چکی تھی، سورج کی تپش اس کی رگوں میں اترتی جا رہی تھی۔ اس کے حلق میں کانٹے سے پڑ گئے تھے۔

''وینیسا قدم آگے بڑھاؤ اور اندر داخل ہو جاؤ۔'' جنیلا کی آواز کسی گہری کھائی سے گویا بلند ہوئی۔

وینیسا نے اپنا خشک گلا تر کیا اور پسینے سے بھیگا چہرہ آستین سے صاف کر کے بہ مشکل ہمت و حوصلے کو یکجا کر کے آگے بڑھی۔

چرچ کا دروازہ قدیم طرز کا بنا نہایت بھاری بھرکم تھا کہ اسے کھولتے ہوئے وینیسا کی پوری طاقت صرف ہو گئی تو بھی وہ ایک حد سے زیادہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ صرف اتنا خلا ضرور پیدا ہو گیا تھا جس میں سے وینیسا جیسی دبلی پتلی لڑکی با آسانی گزر سکتی تھی۔ وینیسا آڑی ترچھی ہو کر اندر داخل ہو گئی اور سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی حیرت دو چند ہو گئی۔

''چرچ کا پہلا دروازہ کھولنے پر سامنے ایک ہال تھا۔''

رابن کے کہے گئے الفاظ کی بازگشت اس کے دماغ میں ہوئی۔ رابن نے جو کہا تھا جیسا کہا تھا وینیسا نے اب تک چرچ کو ویسا ہی پایا تھا اس کی عقل اب بھی کہیں نہ کہیں یہ تسلیم نہیں کر پا رہی تھی کہ جس چرچ کو رابن خوابوں میں دیکھتا آیا تھا اور وہ صرف اس کے الفاظ سے اپنے ذہن میں چرچ کا خاکہ بُنا کرتی تھی آج حقیقت میں اس چرچ میں آ موجود ہوئی تھی۔

وینیسا حیرت اور سحر زدہ سی ہو کر پورے ہال میں نظریں گھما رہی تھی۔ چاروں طرف گہری خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ چرچ کی چھت اتنی اونچی تھی کہ اسے دیکھنے کے لئے وینیسا کو اپنی پوری گردن اوپر کی جانب کرنی پڑی تھی۔

چرچ کے روشندانوں کے ذریعے چمکیلی دھوپ اندر داخل ہو کر چرچ کے اندھیرے میں کمی کا باعث بن رہی تھی۔

ہر طرف ہُو کا عالم طاری تھا۔ ایک خاص بات جو وینیسا نے محسوس کی وہ یہ کہ چرچ میں ایک گونا گو ٹھنڈک سی تھی، جس سے جسم و جاں کو خنکی محسوس ہو رہی تھی۔ باہر آگ اگلتا سورج تھا تو اندر چرچ میں ٹھنڈک جہاں سکون بخش رہی تھی وہیں تشویش کا باعث بن رہی تھی کہ ایسی ٹھنڈک چرچ میں تھی کہاں سے۔ سناٹا اس قدر تھا کہ جب وینیسا نے آگے بڑھنے کے لیے قدم اٹھایا تو زمین پر گویا دھپ کی زوردار آواز ابھری جس کی گونج پورے چرچ میں بلند ہوئی۔ اس کے بعد تو وینیسا آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی اور قدموں کی دھم دھم سے گویا پورے چرچ میں دھما چوکڑی ہونے لگی۔

یکلخت وینیسا رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی چرچ میں ایک سکوت سا چھا گیا۔ اور کچھ دیر قبل ہونے والے دھماکے فوراً سے پیشتر ختم ہو گئے ان کی گونج بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ ایک بار پھر دل دہلاتا سناٹا پورے چرچ کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔

وینیسا کے سامنے کنواری مریم کا مجسمہ تھا۔ جس کے آگے فادر کے لئے جگہ تھی جہاں وہ کھڑے ہو کر دعا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر وینیسا جس وجہ سے رکی تھی وہ یہ تھی کہ اس کے دائیں بائیں دو راستے تھے اور انہی دو راستوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کے لئے وہ رکی تھی کہ وہ کون سے راستے کا رخ کرے۔

وینیسا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اس کے دماغ میں جنیلا کی آواز سنائی دی۔ ''بائیں جانب چلی جاؤ۔''

رہنمائی ملتے ہی وینیسا جھٹ سے بائیں جانب لپکی جس کے ساتھ ہی اس کے

سامنے چرچ کا ایک اور حصہ واضح ہو گیا۔ چرچ کا یہ حصہ مکمل خستہ حالی کا شکار تھا۔ مگر یہ عمارت کی مضبوطی ہی تھی جو کہ اب بھی شان سے اپنی جگہ کھڑی تھی ورنہ یہ والا حصہ مکمل کھنڈر نما ہو چکا تھا۔ یہ راہداری تھی جدھر وینیسا کھڑی تھی۔ اس کے سامنے چرچ کا وسیع میدان تھا جہاں چلچلاتی دھوپ چمک رہی تھی۔ خاموشی یہاں بھی گھات لگائے بیٹھی تھی۔

وینیسا صاف اپنے دل کی اور سانسوں کی آوازیں سن سکتی تھی۔ وہ ہراساں نگاہوں سے ایک ایک چیز کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے بائیں جانب دیکھا مگر وہاں صرف دیوار تھی دائیں جانب دیکھنے پر بھی اسے صرف دیوار ہی دکھائی دی۔ یہاں کچھ نہیں تھا۔ وینیسا نے چرچ کے اوپری حصے میں جانے کے لئے چرچ کی کمزور اور لاغر سیڑھیوں پر قدم رکھا تو خزاں رسیدہ پتے اس کے پیروں تلے آ کر چرمرا اٹھے۔

وینیسا ایک لمحے کے لئے کانپ گئی۔ دل تھا کہ سینے میں دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔ اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ محتاط ہو گئی تھی۔ چرچ میں ٹھنڈک ہونے کے باوجود پسینے کی ننھی ننھی بوندیں اس کے چہرے کو بھگو رہی تھیں وہ احتیاط سے چلتی ہوئی اوپر آئی۔ یہ بھی ایک راہداری ہی تھی جس کی دائیں جانب تو دیوار تھی تاہم بائیں جانب ایک اور دروازہ تھا جسے دیکھ کر وینیسا کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھیل گئیں۔

قدیم چرچ کا دوسرا دروازہ اس کے سامنے تھا۔ جو قیمتی لکڑی کا بنا نہایت بھاری بھرکم تھا اور جس پر عمدہ کاری گری سے عجیب و غریب شکلوں کی مورتیاں مزین کی گئی تھیں۔

رابن کا کہا گیا ایک ایک لفظ حقیقت بن کر اس کے سامنے آ رہا تھا۔ جس پر اس کی عقل دنگ رہ گئی تھی۔ وہ سچ میں رابن کے خواب کا ایک حصہ بن گئی تھی اسے یقین کرنا محال ہو رہا تھا۔ دروازے کے اوپر والی چھت گول دائرے کی صورت میں ٹوٹ کر گر چکی تھی۔ اور اس خلا میں سے صاف شفاف نیلا آسمان دکھائی دے رہا تھا۔

وینیسا بہ مشکل قدم اٹھاتی ہوئی دروازے کے پاس آئی۔ اور بے حد غور سے دروازے پر بنی ان مورتیوں کو دیکھنے لگی جو دو دو پَروں والی جناتی قسم کی مورتیاں تھیں

بالکل اسی طرح جس طرح مشہور زمانہ مجسمہ ساز Auguste Rodin اپنی کمال مہارت سے کسی زمانے میں ایسی عمارتوں کے دروازے تعمیر کیا کرتا تھا جسے وہ Forbidden doors بھی Gates of hell کا نام دیتا تھا۔ وینیسا نے دروازے کے اوپر ٹوٹی چھت کو بھی دیکھا جہاں سے اوپر آسمان دکھائی پڑتا تھا۔

اس کے بعد وینیسا نے یسوع مسیح کا نام لیتے ہوئے وہ بھاری بھرکم دروازہ اپنی پوری طاقت سے اندر کو دھکیل دیا۔ زوردار آواز کے ساتھ دروازہ اندر کی جانب کھل گیا۔ اب کی بار وینیسا کے سامنے ایک کمرہ تھا جو کسی بھی سامان سے یکسر خالی تھا۔ دیواروں کے اوپر دو بڑے بڑے روشندان تھے جن کے ذریعے ہلکی ہلکی سنہری دھوپ اندر داخل ہو کر کمرے میں چھائے اندھیرے میں کمی کا باعث بن رہی تھی ان تمام چیزوں سے قطع نظر جو چیز وینیسا کو سہا گئی وہ کچھ ہی فاصلے پر تیسرے دروازے کا موجود ہونا تھا، جو دوسرے دروازے سے زیادہ مختلف نہیں تھا ہاں البتہ ان کے ڈیزائن میں ضرور فرق رہا ہوگا۔ وینیسا کی سانسیں اتھل پتھل ہونے لگیں اور دل کسی خزاں رسیدہ پتے کی طرح کانپنے لگا۔ وہ بہت محتاط انداز سے چلتی ہوئی یہاں تک پہنچی تھی مگر ابھی تک نہ ہی اسے رابن دکھائی دیا تھا نہ ہی اسے اغوا کرنے والی وہ Succubus۔

وینیسا ہر طرح سے چوکنا تھی وہ عورت جن کبھی بھی کہیں سے بھی حاضر ہو سکتی تھی کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اس کی یہاں آمد سے واقف نہ ہو۔ مگر وہ اب تک سامنے کیوں نہیں آئی تھی؟ نہ ہی اس نے اب تک اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ وہ وینیسا کی آمد سے باخبر نہ ہو جبھی اب تک نظروں سے اوجھل تھی یا پھر شاید وہ اسے مکمل موقع فراہم کر رہی تھی اور اس کے ساتھ ایک کھیل کھیل رہی تھی کچھ بھی کہنا فی الحال قبل از وقت تھا۔

وینیسا دل مضبوط کیے چلتی ہوئی تیسرے دروازے کے سامنے آئی جسے اس نے اپنی پوری قوت سے اندر کی جانب دھکیل دیا۔ دروازے کے دونوں پٹ وا ہو گئے اور وینیسا

سامنے کا منظر دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی۔

اس کے سامنے راہداری تھی۔ جس کی دیواروں پر مشعلیں روشن تھیں اور چند قدم کے فاصلے پر وہ چوتھا دروازہ موجود تھا جو غالباً آخری تھا۔ وینیسا کے مساموں نے پسینہ چھوڑ دیا اس نے گہری سانس لے کر تازہ ہوا پھیپھڑوں میں بھری اور اپنا خشک گلا تر کیا۔ وہ ہراساں نگاہوں سے دروازے کو دیکھتی ہوئی اس کے قریب آئی اور غور سے دروازے کو دیکھنے لگی۔ دروازے پر بنی ایسی عجیب وغریب مورتیاں وینیسا کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ ایک مقدس عبادت گاہ جیسی عمارت کے دروازوں کا نہایت خوفناک قسم کا ہونا واقعی عقل میں نہ سمانے والی بات تھی۔

وینیسا نے دروازہ کھولنے کی بجائے اپنا کان دروازے سے لگا دیا تا کہ اندر ہونے والی کوئی آواز یا پھر آہٹ سن سکے تاہم دوسری طرف دبیز خاموشی چھائی ہوئی تھی ہلکی سی آہٹ کا سنا جانا بھی مشکل تھا۔ وینیسا نے اپنے اندر تمام ہمت وحوصلے کو جمع کیا اور دل کڑا کے قدیم چرچ کا وہ چوتھا دروازہ بالآخر کھول دیا۔ جسے کھولنے کے بعد رابن کو کوئی خواب دکھائی نہیں دیا تھا۔ بلکہ بقول اس کے وہ اسے اس کے اندر کھینچ کر لے گئی تھی اور پھر دروازہ بند ہو گیا تھا۔

دروازہ کھولنے پر گھپ اندھیرے نے وینیسا کا استقبال کیا۔

وینیسا حیرت وخوف سے دیدے پھاڑ پھاڑ کر گھور اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر اندھیرا اتنا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دیتا تھا۔

''رابن!'' وینیسا نے دھیمی کپکپاتی آواز میں پکارا۔ اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ دروازے پر ہی کھڑی اندر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن چاروں طرف کالی تاریکی کے سوا کچھ نہیں تھا۔

''رابن!'' وینیسا نے ایک بار پھر سرسراتی آواز میں پکارا۔ جس کے ساتھ ہی یکایک کمرے کی دیواروں پر لگی تمام مشعلیں اپنے آپ روشن ہو گئیں۔

وینیسا گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک بھرپور نگاہ کمرے کے اندر ڈالی یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس کے فرش پر گرد اور خزاں رسیدہ پتے بکھرے پڑے تھے۔ کھنڈر نما یہ کمرہ اس قدر بڑا تھا کہ کافی راستے اس کمرے سے کسی اور جانب بھی جاتے تھے۔

وینیسا نے خدا کا نام لے کر اندر قدم رکھ دیا اور چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی کمرہ مکمل خالی تھا بڑے بڑے ستون تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر کھڑے تھے۔ وینیسا کے چہرے پر خوف اور دہشت ہویدہ تھی۔

''رابن!'' اس دفعہ اس نے قدرے بھاری آواز میں پکارا جس کے ساتھ ہی وینیسا کے عقب میں موجود ستون کی طرف سے کسی بھاری زنجیر کے ہلنے کی آواز ابھری۔

وینیسا یک دم گھبرا کر پیچھے پلٹی تو اپنے سامنے کسی وجود کو دیکھ کر دہشت سے لرزہ براندام ہوگئی۔ وہ فوراً سے دو چار قدم پیچھے ہٹ گئی۔

سرخ لبادے میں کوئی انسان نما وجود فرش پر گھسٹ رہا تھا۔ اس کے پیروں میں بیڑیاں بندھی ہوئی تھی۔ جن پر لگی زنجیروں کا کڑا پیچھے کھڑے ستون میں نصب تھا۔ اس کے گھسٹنے پر زنجیروں نے شور مچایا تھا اور انہی کی وجہ سے وہ ایک حد سے زیادہ آگے نہ بڑھ پایا اور جہاں تھا وہیں ڈھے گیا۔ شاید اس میں ہلنے جلنے کی زیادہ سکت نہ تھی وہ کافی کمزور معلوم ہو رہا تھا۔

وینیسا بڑے غور سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ گویا اپنی جگہ سکتے میں آ چکی تھی دہشت اس کے چہرے پر گویا چیخ و پکار کر رہی تھی۔ وہ وجود سر تا پیر سرخ لبادے میں ملبوس تھا جس کا چھجا بھی اس کے سر پر جما ہوا تھا۔ جبھی وینیسا اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھی۔ اس نے جو بہ مشکل گردن اٹھا کر اوپر دیکھا تو وینیسا کی دہشت سے پھیلی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

وہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کا چہیتا بھائی رابن تھا۔

''سسٹر کیا یہ آپ ہیں؟'' رابن کی کمزور و نحیف آواز نکلی۔

اپنے بھائی کو اچانک اس مضمحل حالت میں یوں سامنے دیکھ کر وینیسا کے جسم و جاں میں پھریری دوڑ گئی۔ وہ بے ساختہ بے قابو ہو کر رابن کی جانب لپکی۔

''رابن ہاں یہ میں ہی ہوں تمہاری وینیسا، میں تمہیں لینے آئی ہوں۔''

وینیسا جذبات کی رَو میں دیوانی سی ہو گئی۔ آنسو بہہ بہہ کر اس کے رخساروں کو بھگو رہے تھے اس نے رابن کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ لیا اور اسے پاگلوں کی طرح چومنے لگی۔ اس کی حالت ایسی ہی تھی گویا کسی مظلوم ماں کو اپنا گمشدہ بچہ واپس مل گیا ہو۔

''نہیں میں یہاں سے نہیں جا سکتا۔'' رابن کی رندھی ہوئی آواز نکلی وینیسا کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کا بھی خود پر اختیار نہ رہا تھا۔ اسے بالکل امید نہیں تھی کہ اس کی بہن اسے لینے یہاں تک آ پہنچے گی وہ سرے سے ہی کوئی امید لگائے نہیں بیٹھا تھا مگر اب جو بہن سامنے آئی تھی تو جذباتی ہو کر روہانسا ہو چکا تھا۔

''کیوں نہیں جا سکتے۔ میں تمہیں لینے آئی ہوں اور تمہیں لئے بِنا یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گی۔'' وینیسا نے مستحکم ارادوں سے دوٹوک کہا۔

''میرے پیروں میں زنجیریں پڑی ہیں۔ انہیں توڑنا ہوگا۔'' رابن نے اپنے پاؤں سیدھے کیے۔

وینیسا نے آگے بڑھ کر رابن کے چہرے سے وہ چھجا اتار دیا اور زنجیر کو ہاتھوں میں لے کر غور سے دیکھنے لگی۔ رابن کے دونوں پیروں میں بیڑیاں تھیں جن میں لگی زنجیر پیچھے ستون میں نصب تھیں۔

وینیسا زنجیر کو توڑنے کے لئے اِدھر اُدھر متلاشی نگاہوں سے کوئی چیز ڈھونڈنے لگی مگر آس پاس تو درکنار پورے چرچ میں بھی ایسی کوئی چیز نہ ہوتی جن کی مدد سے ان زنجیروں کو توڑا جا سکتا۔

''سسٹر یہ زنجیریں نہیں کھلیں گی۔ میں نہیں جانتا کہ آپ یہاں کیسے آئی ہیں مگر جیسے بھی آئی ہیں۔ پلیز! واپس چلی جائیں اور مجھے بھول جائیں۔'' رابن نے شکستہ وملول لہجے میں کہا۔

''چپ کرو فضول نہ بولو ماروں گی تمہیں۔ میں اتنی دور اس لیے نہیں آئی کہ ہار مان کر واپس چلی جاؤں، میں یہاں اکیلی آئی تھی مگر یہاں سے باہر ہم دونوں ساتھ جائیں گے۔'' وینیسا نے حتمی و دوٹوک لہجے میں کہا۔

''تو پھر جلدی کریں۔ وہ Succubus اس وقت کہیں باہر گئی ہوئی ہے یہ ان کی بستی ہے جنّوں کی، جن کے قدیم چرچ میں ہم موجود ہیں وہ کسی بھی وقت آتی ہو گی۔'' رابن نے کہا۔

اپنی بہن کے بلند حوصلوں اور مضبوط ارادوں نے اس کے اندر بھی ہمت پیدا کر دی تھی۔

''شاید اسی لیے پورے چرچ میں وہ مجھے کہیں دکھائی نہیں دی پوری بستی بھی ویران و سنسان پڑی ہے۔'' وینیسا نے پُرخیال لہجے میں کہا۔ ''تمہیں اندازہ ہے سب کہاں ہو سکتے ہیں؟''

''ضرور ساتھ والی کسی بستی میں جشن کا سماں ہوگا جس میں یہ سب شرکت کی غرض سے گئے ہوئے ہیں۔'' رابن نے جواب دیا۔

''صحیح...... خیر میں کچھ کرتی ہوں گھبرانا نہیں۔ ہم دونوں مل کر کسی بھی طوفان کا مقابلہ کر لیں گے۔'' وینیسا نے پُریقین لہجے میں کہا اور اٹھ کر کوئی چیز ڈھونڈنے کی غرض سے باہر جانے لگی ہی تھی کہ دفعتاً اس کے دماغ میں جنیلا کی آواز ابھری۔ ''یہ زنجیریں اس کی شیطانی طاقت کی بنی ہوئی ہیں لہٰذا اسے اپنے گلے میں لٹکی صلیب سے توڑ ڈالو۔'' رہنمائی ملتے ہی وینیسا واپس رابن کے پاس چلی آئی اور گلے میں لٹکی صلیب اتاری۔

اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے سسٹر Succubus بھی اسی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔'' رابن نے صلیب کو دیکھ کر کہا۔

''تو کیا ہوا اگر وہ ہماری ہم مذہب ہے۔ لیکن اس کا عمل غلیظ ہے تو اس واسطے ہر صورت اسے یہ صلیب تکلیف دے گی۔'' وینیسا نے پُر یقین لہجے میں کہا اور رابن کے پیروں پر لگی بیڑیوں کو دیکھنے لگی۔ اس نے صلیب کو کسی چابی کی مانند استعمال میں لاتے ہوئے رابن کی بیڑیاں کھول ڈالیں۔

رابن حیرت زدہ ہو گیا خود وینیسا بھی خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئی دونوں بہن بھائی مارے خوشی کے بغل گیر ہو گئے۔

اس کے بعد وینیسا نے وہ صلیب رابن کے گلے میں ڈال دی اور رابن کا بازو اپنے کندھے پر رکھ کر اسے اٹھنے میں مدد دی۔

رابن کے قدم لڑکھڑا گئے۔ بدن میں کافی کمزوری ہونے کے باعث اس کا اپنی ٹانگوں پہ کھڑے ہونا محال ہو رہا تھا۔ وینیسا نے بہ مشکل رابن کا سارا بوجھ اپنے اوپر ڈالا اور ایک بار پھر اسے اٹھنے میں مدد دی۔ رابن بھی اس بار اپنی بھرپور قوت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اپنی ٹانگیں کانپتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وینیسا اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھی۔ دونوں باآہستگی چلتے ہوئے باہر آئے اور خالی کمرہ پار کرتے ہوئے سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے نیچے چلے آئے وینیسا اپنے گرد و نواح سے بھی پوری طرح باخبر تھی۔

راہداری عبور کر کے وہ دونوں چرچ کے ہال میں آ گئے کہ یکایک رابن لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل فرش پر گر گیا۔ وینیسا نے رابن کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے دوبارہ اٹھانا چاہا مگر رابن سے اٹھا نہ گیا۔ کمزوری کے باعث وہ بری طرح ہانپ رہا تھا اس کا سینہ دھونکنی کی مانند اوپر نیچے چل رہا تھا۔ وینیسا نے اسے کسی طرح اوپر بینچ پر بٹھا دیا۔

''رابن بس ہم چند قدم کی دوری پر ہیں ہمت کرو میری جان۔'' وینیسا نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ وہ رابن کی کمر کو زور زور سے سہلا رہی تھی۔

''میں سمجھتی ہوں تمہیں چلنے میں دشواری ہے مگر ہمیں اس کے آنے سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے۔'' وینیسا رابن سے کہہ رہی تھی کہ دفعتاً چرچ کی دل دوز خاموشی میں کسی

نسوانی ہنسی کی گونج سنائی دی۔ وینیسا اور رابن دونوں اپنی اپنی جگہ منجمد ہو گئے۔ وینیسا نے جو گردن موڑ کر چرچ کے داخلی دروازے کی جانب دیکھا تو ساکت و جامد رہ گئی۔

سرخ لبادے میں وہاں کوئی موجود تھا جس کا چھجا اس کے پورے چہرے پر جھکا ہوا تھا وینیسا کا دل دھاڑ دھاڑ کرنے لگا وہ کون تھا وینیسا نہیں جانتی تھی مگر رابن نے اپنی کمزور ونحیف آواز میں جو کہا اس نے وینیسا کو سر تا پیر دہلا کر رکھ دیا۔ ''سسٹر یہی ہے وہ Succubus......''

وینیسا کے مساموں نے پسینہ چھوڑ دیا۔ وہ ہراساں نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی وہ وہیں سر جھکائے کھڑی تھی دوسرے ہی لمحے اس نے سر اٹھا کر وینیسا کو دیکھا۔ اس کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ رقصاں تھیں۔

بلاشبہ وہ بہت حسین و جمیل تھی۔ آنکھیں ایسی سرخ گویا آگ کے شعلے ہوں۔ چند لمحے پہلے جو خوف وینیسا کے دل پہ قابض تھا اب وہ چھٹ چکا تھا اس کی جگہ نفرت و غصے نے لے لی تھی۔

''کمینی چڑیل......'' وینیسا حقارت سے دانت پیس کر دھاڑی۔

وہ جن زادی ایک بار پھر ہنس پڑی اور اس کی ہنسی کی لہر پورے چرچ میں پھیل گئی۔

''میں اپنے بھائی کو یہاں سے لے کر جا رہی ہوں۔ دیکھتی ہوں تم مجھے کیسے روکتی ہو۔'' وینیسا پھنکاری۔

اب کی بار اس جن زادی نے اپنے سر پر موجود چھجے کو الٹ دیا اور اس کا چہرہ یوں وینیسا پر واضح ہو گیا۔ سنہری بالوں والی وہ جن زادی دِکھنے میں ایک عام عورت ہی لگتی تھی۔ اگر چہ اس کا اصل روپ کیسا بھی ہو فی الحال وہ انسانی شکل میں موجود تھی جبھی وینیسا اس سے خوفزدہ نہیں تھی۔

مگر وہ حقیقت میں انسان نہیں ہے۔ یہ خیال جہاں تھوڑا دہشت انگیز تھا وہیں وینیسا

کو حوصلہ بھی تھا کہ اس کے پیچھے جنیلا موجود ہے۔ اسے جنیلا کی تمام باتیں اچھی طرح سے یاد تھیں۔

جس خدا نے اسے یہ موقع دیا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو بچائے وہی خدا آگے بھی اس کی مدد کرے گا یہ اس کا کامل یقین اور پختہ ایمان تھا اور پھر سب سے بڑھ کر وہ انسان تھی جسے ہر مخلوق پر برتری حاصل ہے۔ سب سے افضل اور اشرف المخلوقات ہونے کے باعث اسے اپنی اسی طاقت کو استعمال میں لانا تھا اور اپنی عقل سے اسے زیر کرنا تھا۔

وینیسا نے اپنے اندر ایک نئے حوصلے اور ہمت کو محسوس کیا گویا اس کے اندر ایک نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ اس جن زادی نے اس کے بھائی کو بہت تڑپایا تھا بہت ترسایا تھا اور اس کے ساتھ اپنے گندے عمل کرتی رہی تھی۔ انہی باتوں کو سوچ کر وینیسا کی آنکھیں غیظ وغضب سے سرخ ہو گئیں اور دماغ جھنجھنا اٹھا اس کا پارہ چڑھنے لگا تھا۔ اب جو اس کے بھائی کو اس حال میں پہنچانے والی سامنے آ چکی تھی تو اس کے اندر کب سے پلتی نفرت اب عملی قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ اسے اس جن زادی سے رابن کی اس حالت کا بدلہ لینا تھا۔

جن زادی نے اپنے بدن سے سرخ لبادہ اتار پھینکا۔ اب وہ سر تا پیر کالے چست گاؤن میں ملبوس تھی جس میں اس کے بھرے بدن کی حشر سامانیاں سحر انگیز تھیں۔ جسم کے کھلے حصوں سے اس کا گورا بدن چاندنی کی مانند چمک رہا تھا۔ شانوں پر بکھرے ناگن کی طرح بل کھاتے سنہری بال اس کے وحشی حسن میں اضافے کا باعث بن رہے تھے۔ بلا شبہ اس وقت وہ جس روپ میں تھی یہ روپ اسے ملکہ جنات بنا رہا تھا۔ یقیناً اس روپ میں وہ جنات کی سب سے حسین ترین عورت ہوگی۔

وینیسا کو رابن کی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ اس کے گلے میں صلیب ڈال چکی تھی وہ خود کو مکمل ذہنی طور پر اس جن زادی سے لڑنے کے لئے تیار کر چکی تھی۔ بے شک وہ ایک عام انسان تھی اور وہ ایک جن زادی اس کے باوجود یہ ایک بہن کی اپنے بھائی سے بے انتہا

محبت تھی اور ایک ایمان والی کا اپنے رب پر اندھا اعتماد جو اسے پورے حوصلے کے ساتھ اس جن زادی کے مدِمقابل کھڑا کر لایا تھا۔ وینیسا اس کی جانب سے پوری طرح ہوشیار اور چوکنا تھی۔

وہ جن زادی ان کے راستے کے درمیان حائل تھی اور وہ اسے شکست دے کر ہی وہاں سے نکل سکتے تھے۔ وینیسا کے دماغ میں خوف کا عنصر کہیں نہیں تھا۔ دل میں محض ایک خیال ضرور تھا کہ اس جن زادی کی مدد کو باقی فوج نہ آ پہنچے۔ تاہم یہ بعد کی بات تھی فی الحال اسے اسی کا سامنا کرنا تھا اور یہ منحوس خیال اپنے دل سے نکال کر باہر کرنا تھا تا کہ اس جن زادی کو احساس نہ ہو سکے اس کی سوچ اور خوف کا وہ انتہائی پُر اعتماد انداز میں یوں مستعد کھڑی تھی گویا کسی عام عورت سے گتھم گتھا ہونے جا رہی ہو۔

جن زادی نے ایک دو قدم آہستگی سے آگے بڑھائے اس کی آنکھیں وینیسا کی آنکھوں میں پیوست تھیں۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو نہایت غور سے دیکھ رہی تھیں۔ وینیسا کا چہرہ ایک دم سپاٹ تھا۔ جب کہ جن زادی اپنے گلابی لبوں کے ساتھ زیرلب مسکرا رہی تھی گویا اسے یقین ہو کہ وہ وینیسا جیسی حقیر انسان کو پل بھر میں موت سے ہمکنار کر کے فتح یاب ہو جائے گی۔

جن زادی مزید دو تین قدم آگے بڑھی مگر وینیسا اپنی جگہ جم کر کھڑی رہی۔ وہ جن زادی کی ایک ایک حرکات وسکنات کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

اب کی بار جو وہ جن زادی آگے بڑھی تو وینیسا نے زیرلب مقدس بائبل کے کلمات پڑھنے شروع کر دیئے تو جن زادی جہاں تھی وہیں رک گئی۔ اس کے آگے بڑھتے قدم اچانک منجمد ہو گئے اور چہرے پر پھیلی مسکراہٹ یک دم معدوم ہو گئی۔ اس کے چہرے پر اب جلال نظر آ رہا تھا۔ اور وہ وینیسا کو غیظ وغضب کے تاثرات لیے گھور رہی تھی۔

جن زادی نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں طرف پھیلائے اور پلک جھپکتے ہی کسی بلی کی طرح چار ٹانگوں پر دیوار پر چڑھ دوڑی۔

وینیسا دھک سے رہ گئی کچھ دیر قبل جو عورت حسن میں اپنی مثال آپ تھی اس وقت وہ بہت ہی بد ہیبت چڑیل نظر آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے چرچ کی دیواروں پر دونوں ہاتھ اور پیروں کے بل دوڑتی ہوئی آئی اور بینچ پر بیٹھے رابن پر چھلانگ لگائی۔

اس سے پہلے کہ وہ رابن پر حملہ آور ہوتی۔ شدید کرنٹ کھا کر پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی۔

رابن اور وینیسا خاموشی سے یہ سب دیکھ رہے تھے مگر زیر لب دونوں ہی دعائیہ کلمات پڑھنے میں مصروف تھے۔ وہ بری طرح کرنٹ کھا کر گری تھی۔ اس کی وجہ وہ مقدس صلیب تھی جو رابن کے گلے میں موجود تھی۔

دونوں بہن بھائی کا ایمان مزید پختہ ہو گیا اور دونوں بہن بھائی اب قدرے اونچی آواز میں بائبل کے کلمات پڑھنے لگے۔ رابن میں بھی اب ہمت، طاقت اور حوصلہ سرایت کر چکا تھا۔ اور وہ بھی مقابلے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جن زادی اٹھ کر کھڑی ہوئی تو اس کی آنکھوں میں اپنا وار خالی جانے کا خون اترا ہوا تھا۔ وہ گھبرائی اور وحشت زدہ نظر آتی تھی شیرنی کی مانند بپھری ہوئی وہ غصے سے انتہائی سماعت شکن آواز میں چیخی تو چرچ کے در و دیوار لرز اٹھے۔ وہ صرف ایک لمحے کے لئے نظروں سے اوجھل ہوئی اور اگلے ہی لمحے وہ وینیسا کے سامنے موجود تھی اور اس کا ہاتھ وینیسا کی گردن پر تھا جس پر اس کا دباؤ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

وینیسا کی آنکھیں باہر کو اُبل آئیں وہ بری طرح خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کے لئے زور لگانے لگی۔

رابن نے جلدی سے آگے بڑھ کر جن زادی کے ہاتھ کو پرے کرنا چاہا جیسے ہی اس نے اسے ہاتھ لگایا وہ چیختی ہوئی ایک بار پھر دور جا گری۔

گردن پر گرفت چھوٹتے ہی وینیسا کی جان میں جان آئی اور وہ بری طرح کھانسنے لگی کھانس کھانس کر اس کا سرخ و سفید چہرہ سرخ ہو گیا اور آنکھیں نمی سے بھر گئیں۔

جن زادی اب پہلے سے کہیں زیادہ غیظ وغضب میں نظر آ رہی تھی۔

آن کی آن میں اس نے ہوا کے دوش پر تیزی سے آ کر ایک بار پھر وینیسا کا گلا پکڑ لیا۔ اس بار اس کی گرفت مضبوط اور شدید تھی۔

وینیسا کی ہمت جواب دینے لگی اسے اپنی موت سامنے نظر آنے لگی۔ جن زادی طاقت میں دوگنا نہیں چار گنا زیادہ تھی کہ وینیسا اپنی جگہ ٹھیک سے ہل بھی نہ سکتی تھی۔

رابن کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کیسے اس جن زادی سے وینیسا کی جان چھڑائے، وینیسا کا دم گھٹتا ہی جا رہا تھا مگر جیسے تیسے وہ خود کو چھڑانے کی بھرپور کوشش بھی کر رہی تھی۔

رابن فیصلہ کر چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اس نے ایک جھٹکے سے اپنے گلے سے وہ صلیب اتار لی، جس پر جنیلا نے مقدس پانی کا چھڑکاؤ کر کے وینیسا کو دی تھی اور عقب سے بابلند آواز جن زادی کو اس کے نام سے پکارا۔

''نائمورن!''

اس نے جھٹ سے گردن موڑ کر اپنا نام پکارے جانے پر رابن کو دیکھا اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ رابن نے آناً فاناً وہ صلیب اس کے گلے میں ڈال دی۔ جن زادی کے لئے یہ افتاد غیر متوقع تھی۔ اس کا سارا دھیان وینیسا کی جان نکالنے پر تھا۔ وہ رابن کو یکسر فراموش کر بیٹھی تھی۔ یوں بھی اسے قطعاً امید نہیں تھی کہ رابن ایسا کچھ کر گزرے گا۔ صلیب کے گلے میں پڑتے ہی اس کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔ وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہو گئی اور وینیسا کی گردن آزاد ہو گئی تو وینیسا کھانستے ہوئے ایک بار پھر اپنی گردن مسلنے لگی۔

جن زادی کو بدن میں جلتی ہوئی چنگاریاں محسوس ہو رہی تھیں وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر بری طرح چیخ رہی تھی اس کی کربناک چیخیں رابن اور وینیسا کو دلی تسکین پہنچا رہی تھیں۔ اس نے ایک جھٹکے سے وہ صلیب اپنے گلے سے اتار پھینکی مگر اس کی تپش پھر بھی

اسے جھلساتی رہی۔

ایسے میں رابن تیزی سے مشعل اٹھائے اس کے سر پر آ موجود ہوا جو اس نے اسی اثناء میں چرچ کی راہداری سے اٹھائی تھی۔ رابن کے ہاتھ میں وہ جلتی مشعل دیکھ کر وینیسا رابن کے ارادے بھانپ چکی تھی خود اس جن زادی کی بھی حالت غیر ہونے لگی وہ دونوں نہایت دلچسپی سے زمین پر تڑپتی اس جن زادی کو دیکھ رہے تھے جس کی حالت اس وقت قابلِ رحم تھی مگر وہ رحم کے قابل نہ تھی۔

دونوں بہن بھائیوں نے مسکراتی نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ وینیسا کے سر کا اشارہ ملنے پر رابن نے وہ جلتی مشعل جن زادی پر پھینک دی۔

''یسوع مسیح کے نام پر تمہیں جہنم واصل کرتا ہوں نائمورن!'' رابن نے حقارت سے کہا۔

آناً فاناً آگ کے شعلوں نے اس کے پورے بدن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آگ کے بھڑکتے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ جن زادی کی دردناک چیخیں سماعت شکن تھیں جو چرچ کے ماحول میں ہولناک منظر پیش کر رہی تھیں۔

آگ کی تپش کی وجہ سے رابن اور وینیسا پیچھے ہٹ گئے اور فاتحانہ نظروں سے آگ میں جلتی مرتی Succubus کو اشتیاق سے دیکھنے لگے۔ چند لمحے پہلے خود میں فرعون بنی بیٹھی اس وقت کس قدر بے بسی سے آگ کے منہ میں جل مر رہی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد وہاں راکھ کا ڈھیر موجود تھا۔ جسے رابن اور وینیسا حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

آگ سے بنی آگ میں ہی راکھ کا ڈھیر ہو گئی تھی۔ خاموشی کی لمبی چادر ایک بار پھر چرچ نے اوڑھ لی تھی۔ صد شکر تھا کہ اس دوران کوئی نہیں آیا تھا۔ دونوں نے اطمینان کی سانس لی۔ وینیسا نے رابن کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور اسے لیے چرچ سے باہر آ گئی۔ ان کے سامنے تا حدِ نگاہ تک ویران و سنسان بستی تھی۔ چاروں طرف گرد و غبار کے بادل اُڑتے پھر رہے تھے۔

''لگتا ہے وہ سب اب تک نہیں لوٹے یہ اکیلی نہ جانے کیوں کس خیال کے تحت لوٹ آئی تھی شاید آپ کی آمد سے واقف ہو چکی تھی۔'' رابن نے حدِ نگاہ تک ویران و سنسان بستی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

وینیسا نے رابن سے تائید کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔''ہمیں اسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہیے۔'' وینیسا نے کہا اور اِدھر اُدھر وہ راستہ تلاش کرنے لگی۔ جدھر سے وہ آئی تھی۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں جنیلا کی آواز گونجی۔

''دونوں اپنی آنکھیں بند کر لو۔'' وینیسا نے رابن سے جنیلا کی بات دہرائی تو جنیلا کے نام پر رابن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ جنیلا ہی تھی جس کی وجہ سے وینیسا اس تک پہنچ پائی تھی۔ جنیلا کی واپسی اس کے لئے خوشگوار حیرت کا باعث تھی۔ غالباً سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا۔ بہر حال دونوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

یکا یک انہیں لگا گویا دونوں ہواؤں میں اُڑنے لگے ہوں۔ چند ساعت یونہی گزر گئے اور پھر اب کی بار دونوں کے کانوں میں جنیلا کی آواز آئی۔''اپنی آنکھیں کھول دو۔''

دونوں نے ایک ساتھ اپنی آنکھیں کھولیں تو ان کے سامنے ان کے گھر کا دروازہ تھا جسے دیکھ کر دونوں خوشی سے نہال ہو گئے۔ دونوں خوشی کے مارے تقریباً بھاگتے ہوئے ایک ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئے۔

سب کچھ ویسا ہی تھا جیسے وینیسا کے جانے سے قبل تھا۔ رابن تو گھر کو یوں دیکھ رہا تھا گویا پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہو اور ایسا حقیقت میں بھی تھا وہ نہ جانے کتنی دیر بعد اپنے گھر کو دیکھ رہا تھا۔ وینیسا رابن کا ہاتھ تھامے اس کمرے میں آئی جدھر وہ چاروں دائرے کی صورت میں کرسیوں پر براجمان تھے۔

رابن پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہا تھا خاص کر اپنے باپ کو اور سامنے کرسی پر پڑے اپنے وجود کو۔ جنیلا کی موجودگی بھی اس کے لئے کم حیرت کا باعث نہیں تھی کیونکہ جہاں تک اسے یاد تھا وہ انہیں چھوڑ گئی تھی۔

''رابن اور وینیسا اپنے اپنے جسموں میں چلے جاؤ۔'' یہ آواز جنیلا کی تھی جو دونوں کو ہدایت دے ری تھی۔ نہ صرف ہدایت دے رہی تھی بلکہ اب ان دونوں کو باقاعدہ دیکھ بھی رہی تھی۔

دونوں نے اسے دیکھا اور اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے اپنے جسموں کے پاس چلے آئے اگلے ہی لمحے انہیں زور کا سانس آیا اور دونوں یوں جاگے گویا نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔ دونوں نے ہڑ بڑا کر اپنے ارد گرد دیکھا سب کچھ وہی تھا جو ایک سیکنڈ پہلے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

''بہت بہت مبارک ہو......تم دونوں نے یہ کر دکھایا۔'' جنیلا خوشی سے بولی تو جیسے وینیسا کو اب صحیح معنوں میں ہوش آیا۔ اس نے جو اپنے سامنے حقیقی دنیا میں رابن کو دیکھا تو مارے خوشی کے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں اور وہ فرطِ جذبات کے ساتھ رابن کے سینے سے جا لگی۔ رابن نے بھی مضبوطی سے وینیسا کو بھینچ لیا۔

''تم دونوں نے آج صحیح معنوں میں بہن بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے میرے بچو! مجھے فخر ہے تم دونوں پر۔'' یہ نمناک آواز مسٹر ویٹو کی تھی جن کی آنکھوں میں محبت اور فخر کی چمک تھی۔

رابن حیرت سے اپنے سخت گیر باپ کے یہ الفاظ سن رہا تھا۔ نہ صرف سن رہا تھا بلکہ ان کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ چاہتوں کے جذبات بھی دیکھ رہا تھا۔ اسے وہ بالکل ہی بدلی ہوئی شخصیت لگ رہے تھے۔ وہ آگے بڑھ کر رابن کو اپنے سینے سے لگا لینا چاہتے تھے تاہم وہ خود میں ایسا کرنے کی ہمت نہیں پا رہے تھے کہ شاید رابن انہیں اپنے قریب آنے سے روک نہ دے۔

ان کی اس شدید خواہش کو جنیلا نے اچھی طرح سے محسوس کر لیا تھا۔اس نے مسکرا کر تینوں کی طرف دیکھا اور نرمی سے بولی۔"قدرت تم لوگوں پر یہ برا وقت شاید اسی لیے لے کر آئی تھی کہ اسے تم تینوں کے دلوں سے نفرت کو دور کرنا تھا اور تم تینوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا تھا۔ میرے خیال سے اب وقت آ گیا ہے کہ اپنے اپنے دلوں سے تمام شکایتوں اور رنجشوں کو باہر نکال دیا جائے اور زندگی کی نئی شروعات محبت سے کی جائے۔"

جنیلا کی بات میں وزن تھا مگر تینوں اپنی اپنی جگہ جم کر کھڑے رہے شاید پہل کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھے۔ مسٹر ویٹو نے ہمت کی اور آگے بڑھ کر وینیسا اور رابن کے سروں پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔ پہلی دفعہ باپ کی محبت اور اس کے شفقت سے بھرپور لمس کو محسوس کر کے دونوں کے دل پگھل گئے اور وہ دونوں ہی بیک وقت روہانسے ہو کر اپنے باپ کے سینے سے جا لگے۔ باپ کے فولادی بازوؤں میں سما کر انہیں لگا اب وہ مکمل ہو گئے ہیں۔

جنیلا ایک طرف کھڑی باپ بچوں کا یہ جذباتی ملن دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت خوش تھی کہ وہ اس ملن کی وجہ بنی تھی آج اس کی وجہ سے ایک گھرانہ آباد ہو گیا تھا۔اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔

مسٹر ویٹو نے جنیلا کو بھی پیار دیا اور اس سے اپنی گزشتہ غلطی کی معافی مانگنے کے ساتھ اس کی اَن تھک محنت کا شکریہ ادا بھی کیا۔جنیلا نے انہیں خلوصِ دل سے معاف کر دیا کیونکہ وہ سچ میں اپنے کیے پہ پشیمان تھے جس کا اسے اچھے سے احساس تھا۔

رابن اور وینیسا نے آگے بڑھ کر جنیلا کو بھی اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا یہ ان کی محبت اور شکریہ کا انوکھا طریقہ تھا۔ ہر چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا مسرت و انبساط کی لہریں پورے گھر پر سایہ فگن ہو چکی تھیں۔

مسٹر ویٹو اور وینیسا خدا کا شکر بجا لاتے نہ تھکتے تھے۔جنیلا نے رابن پر مخصوص دم کیا تاکہ پھر کبھی کوئی شیطانی مخلوق اسے پریشان نہ کر سکے۔ رابن جنیلا کے لوٹ کر آنے پر

بہت خوش اور حیران تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جولڑکی اس قدر غصے میں انہیں اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی آج وہ ایک بار پھراس کے سامنے موجود تھی۔

اسی کی بدولت آج وہ صحیح سلامت لوٹ آیا تھا۔ وہ یہ جاننے کے لئے بے قرار و بے چین تھا کہ وہ کیوں اور کس طرح لوٹ آئی۔ چند دنوں میں اس کے سخت گیر باپ میں اچانک اتنی تبدیلی کیسے آ گئی؟

''یہ بہت لمبی کہانی ہے رابن۔'' جنیلا مسکرا کر بولی۔

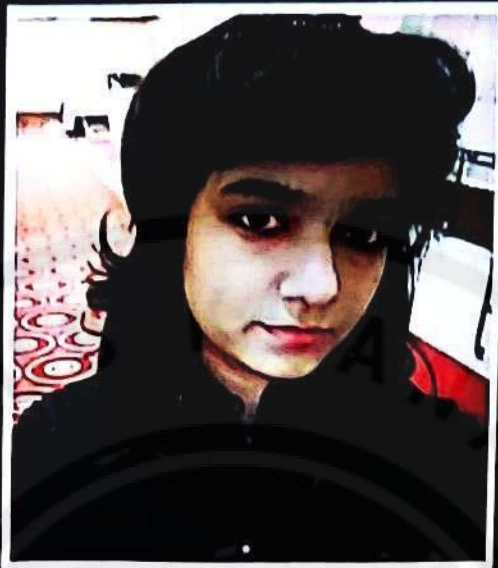
''میں اور وینیسا تمہیں اطمینان سے سنائیں گے۔ تم نہا دھو کر تازہ دم اور پاک صاف ہو جاؤ۔ اتنی دیر میں چائے سے لطف اندوز ہوتی ہوں۔ وینیسا بہت کمال کی چائے بناتی ہے۔ ویسے بھی ہمارے پاس وقت ہی وقت ہے، میں بھی وقتاً فوقتاً ملنے آتی رہوں گی۔ تم دونوں میرے بہن بھائی کی طرح ہو۔'' جنیلا نے خلوص سے کہہ کر رابن کی پیشانی چوم لی۔

چند لمحوں بعد ڈائننگ ہال میں قہقہوں کی بھرپور گونج تھی اور باہر ڈھلتا سورج اپنے ساتھ ان کی زندگیوں سے تمام دکھ، تکلیف اور غموں کو ساتھ لیے مغرب کی جانب غروب ہو رہا تھا......اور آنے والے کل میں ان کے لئے خوشیوں کا بھرپور سماں تھا۔

O......ختم شد......O

Qadeem Church

By Falak Zahid



فلک زاہد نے نہایت کم عمری میں اور بہت کم عرصے میں مقبول قلم کاروں کے اس قبیلے میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے جو عوام کے لیے لکھتے ہیں۔ وہ عمومی دلچسپی کے موضوعات پر لکھتی ہیں۔ خداداد صلاحیتیں تو یقیناً ان میں موجود ہیں لیکن اس مقام تک پہنچنے میں ان کی محنت، لگن اور شوق کا بھی بڑا دخل ہے۔ زیرِ نظر ان کی نئی کتاب ''قدیم چرچ'' ان کی گزشتہ دو کتابوں کی طرح تمام عناصر سے مزین ہے۔

فلک زاہد کی سب سے بڑی خوبی معمول سے ہٹ کر لکھنا ہے۔ ان کی تحریر میں ڈر، خوف، وحشت، تجسس اور مافوق الفطرت چیزوں کو اس قدر اثر انگیزی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ قاری ان کی کہانی کا ایک کردار بن کر رہ جاتا ہے۔ خوف اور تجسس کے احساس کے ساتھ ساتھ اس ننھی گڑیا کے قلم کی روانی یقیناً قارئین کو یہ کتاب ایک ہی نشست میں ختم کر دینے پر مجبور کر دے گی۔ مجھے یقین ہے فلک نے اپنی ادبی ابتداء میں جس معیار کو اپنایا ہے یہ آنے والے دنوں میں مزید بلند ہوگا۔

محمود احمد مودی

9789695174302

علی میاں پبلیکیشنز
۲۰۔عزیز مارکیٹ اُردو بازار، لاہور
فون: 37247414
allmianpublications